نمبر ۱۰۹ | مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۲ شوال سنہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے ؁

جناب مفتی محمد صادق صاحب مظفر گڑھ سے واپس تشریف لے آئے ہیں؁

جناب میر قاسم علی صاحب مدیر فاروق اور مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل بھلوال ضلع سرگودھا بھیجے گئے ہیں۔ جہاں آریوں سے مناظرہ کا امکان ہے۔

مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل کریام ضلع جالندھر بھیجے گئے ؁

۱۹۔ مارچ کی رات کو بعد نماز عشا مسجد اقصےٰ میں جناب میاں معراج الدین صاحب عمر نے ذکر حبیب پر تقریر فرمائی ؁

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مامور من اللہ کی دعائیں

"مامور من اللہ کی دعاؤں کا کل جہان پر اثر ہوتا ہے۔ اور یہ خدا تعالےٰ کا ایک باریک قانون ہے۔ جس کو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا؁

جن لوگوں نے شفیع کے مسئلہ سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ شفیع کو قانونِ قدرت چاہتا ہے۔ اس کو ایک تعلق شدید خدا تعالےٰ سے ہوتا ہے۔ اور دوسرا مخلوق سے۔ مخلوق کی ہمدردی اس میں اس قدر ہوتی ہے۔ کہ یوں کہنا چاہیئے۔ اس کے قلب کی بناوٹ ہی ایسی ہوتی ہے۔ کہ وہ ہمدردی کے لئے جلد متاثر ہوجاتا ہے۔ اس لئے وہ خدا سے لیتا ہے۔ اور اپنی عقد ہمت اور توجہ سے مخلوق کو پہونچاتا ہے۔ اور اپنا اثر اس پر ڈالتا ہے۔ اور یہی شفاعت ہے؁

انسان کی دعا اور توجہ کے ساتھ مصیبت کا رفع ہونا یا معصیت اور ذنوب کا کم ہونا یہ سب شفاعت کے نیچے ہے۔ توجہ سب پر اثر کرتی ہے۔ خواہ ماموں کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والوں کا نام بھی یاد ہو یا نہ ہو؁"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۲ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

ترکی حدود میں شامیوں کا دھاوا

پچھلے دنوں بعض شامی قبائل نے سرحد کو عبور کر کے بعض ترکی گاؤں لوٹ لئے تھے۔ ان کے پاس جدید قسم کی فرانسیسی بندوقیں تھیں۔ ترکی اخبارات لکھ رہے ہیں۔ کہ اس حملہ میں فرانسیسی حکومت کا ہاتھ ہے۔ جو شام کو ترکی اور روس کے خلاف بطور آلۂ کار استعمال کرنا چاہتا ہے۔

مسلمانان فلسطین کی دردناک حالت

حکومت ہند کے ایک ماہر اقتصادیات کو کچھ عرصہ ہوا فلسطین کی اقتصادی حالت کی پڑتال کے لئے بھیجا گیا تھا جس نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا۔ کہ عربوں کی آمدنی اس قدر کم ہے۔ کہ وہ بمشکل آٹھ ماہ اس میں بسر کر سکتے ہیں۔ باقی چار ماہ کے لئے ان کے پاس کچھ سرمایہ نہیں ہوتا۔ اب فلسطین کے سربرآوردہ مسلمانوں نے ہائی کمشنر کے پاس ایک اپیل بھیجی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ فلاحین کی حالت ایسی نازک ہو رہی ہے۔ کہ بعض حالات میں وہ اپنے بچوں کو فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اور فلسطین کے بازاروں میں ان کی لڑکیاں اور لڑکے بیس بیس پچیس پچیس دینار میں فروخت ہو رہے ہیں۔

سلطان ابن سعود کی جدہ میں تقریر

سلطان ابن سعود نے ریاض جانے سے قبل جدہ میں جو تقریر کی اس میں کہا۔ جو لوگ عام مخلوق کے لئے حریت مطلقہ کے طلبگار ہیں۔ ان کا مقصد یہ ہے۔ کہ عورتوں کے حسن و جمال سے آزادانہ طور پر متمتع ہوں۔ اور شراب نوشی کریں۔ ان کا مقصد اپنی قوم کی اصلاح نہیں۔ بلکہ وہ صرف اپنی حرص و ہوس کو پورا کرنے کے لئے حقوق نسوان اور ترقی نسوان کو بہانہ بنا رہے ہیں۔ اگر ایسے لوگ مغرب ... علوم و فنون اختیار کریں۔ تو ان کی مغرب پرستی کو حق بجانب کہا جا سکتا ہے مگر وہ صرف ان کی اخلاق سوز حرکات کی تقلید کے خواہشمند ہیں۔ مجھے خدائے واحد کی قسم ہے۔ کہ میں اور میری اولاد اس بات کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔ کہ ہم سب مٹ جائیں۔ مگر اسلام کو نقصان پہونچانے والی کسی حرکت کو روا نہیں رکھ سکتے۔ اسلام ہی ہماری شرف و فضیلت کی آخری متاع اور قیمتی پونجی ہے۔

بحرین میں بیکاری کا دور دورہ

دنیا کی عام تجارتی کساد بازاری کی وجہ سے چونکہ موتیوں کی تجارت بھی ماند پڑ گئی ہے۔ اس لئے بحرین کے جو لوگ موتی نکالنے کا کام کرتے تھے اور اس طرح نہایت فارغ البالی سے بسر اوقات کرتے تھے۔ اب وہ سڑکوں پر پتھر کوٹنے اور دوسری مزدوریاں کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں

کویت میں بجلی کی روشنی

منامہ میں بجلی کی روشنی کا انتظام ہو گیا ہے۔ اور دیگر متمدن ممالک کی طرح یہاں بھی بجلی سے کئی کام لئے جا رہے ہیں۔ بجلی کی لائن کو وسعت دے کر محرک تک لے جایا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس کے لئے دریا کی گہرائیوں میں بھی کھمبے نصب کئے جا رہے ہیں۔

شیخ بحرین کا ایک عجیب حکم

بحرین کے عرب لباس کے معاملہ میں سخت قدامت پسند واقعہ ہوئے ہیں۔ وہ اپنے قدیمی لباس کو ترک کرنا اپنی قومی روایات کے منافی سمجھتے ہیں۔ مگر شیخ نے حکم دیا ہے۔ کہ آئندہ کوئی عرب عبا استعمال نہ کرے۔ اس سے عربوں میں بے چینی پیدا ہو گئی ہے۔

ایرانی سرحد میں طاعون

ماسکو کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایرانی سرحد میں سخت طاعون پھیل رہی ہے۔ حکومت انسدادی تدابیر اختیار کر رہی ہے۔

دول عرب کا اتحاد

وزیر اعظم عراق نے اعلان کیا ہے۔ کہ دول عرب کے اتحاد کی تجویز کو سلطان ابن سعود نے منظور کر لیا ہے۔ اور اب آپ اس میں شریک ہو جائیں گے۔

برطانی ہائی کمشنر فلسطین کا استعفیٰ

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ فلسطین کے برطانی ہائی کمشنر سرجان چانسلر بہت جلد مستعفی ہو جائیں گے۔

عراقی عدالتوں کے جدید اختیارات

جمعیتہ الاقوام نے عراق و برطانیہ کے اس معاہدہ کو منظور کر لیا ہے جس کے رو سے غیر ملکی رعایا کے مقدمات عدالت ہائے عراق طے کر سکیں گی۔

ایران کا جنگی بندرگاہ

اپنی مملکت کے جنوبی حصہ میں امن و امان قائم رکھنے کے لئے حکومت ایران نے بوشہر کو جنگی بندرگاہ بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

شام میں جنگلی چوہوں کا زور

معلوم ہوا ہے۔ شام میں جنگلی چوہوں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے اور انہوں نے فصلوں کو سخت نقصان پہونچایا ہے۔ ان کے اتلاف کے لئے سخت جدوجہد کی جا رہی ہے۔

مصر کی سیاسی حالت

اخبار المسا لکھتا ہے۔ کہ مصر کی سیاسی حالت افسوسناک ہے حکومت الگ رستہ پر جا رہی ہے۔ اور ملک دوسری طرف جا رہا ہے اس کی ساری ذمہ واری موجودہ وزارت پر ہے۔ جس نے پبلک کی خواہشات کے خلاف نظام حکومت کو تبدیل کر دینے کی کوشش کی۔ انتخابات اگرچہ ایک سال کے لئے ملتوی کر دیئے گئے ہیں۔ مگر خواہ کئی سال تک انتخابات نہ ہوں۔ ملک ایسی حکومت کی اطاعت کبھی نہیں کریگا جو اسے پسند نہیں۔

بیت المقدس میں جامعہ اسلامیہ کا قیام

مولانا شوکت علی نے بیت المقدس میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کرنے کی تجویز پیش کی تھی جسے تمام وطنی لیڈروں نے منظور کر لیا ہے اور عنقریب اس کے لئے عملاً کام شروع ہونے والا ہے۔

حلب میں سیاسی اجتماعات کی بندش

حلب کے گورنر نے ایک اعلان کے ذریعہ تمام سیاسی اجتماعات کی ممانعت کر دی ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ پہلے حکومت کی اجازت ضروری ہے۔ نیز دھمکی دی ہے۔ کہ سیاسی لیڈروں کو اپنے مکانات میں جمع ہونے کی اجازت دینے والے گرفتار کر لئے جائیں گے۔ مگر لیڈروں نے اس حکم کی خلاف ورزی شروع کر دی ہے۔ چنانچہ ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس میں متعدد لیڈروں نے تقریریں کیں۔

ضروری اعلان

حسب ذیل احباب کو جنہوں نے سن رائز کے عملۂ ادارت میں خالی اسامی کے لئے جس کا اعلان اخبار الفضل مورخہ ۲۰ اور ۲۹ میں ہوا تھا درخواستیں دی ہیں مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ وہ ۲۸ و ۲۹ مارچ کو روبرو ممبران کمیشن بمقام قادیان پیش ہوں:-

(۱) محمد شریف چغتائی معرفت غلام نبی صاحب اورنٹیل ٹیچر نارمل سکول ڈسکہ (۲) عبدالرحمٰن صاحب شاکر قادیان (۳) فیض قادر صاحب ابن شیخ نور احمد صاحب قادیان (۴) مسٹر ای۔ جی گرے معرفت مفتی محمد صادق صاحب قادیان (۵) نیاز احمد صاحب تعلیم القرآن نیلا گنبد انارکلی لاہور۔ (۶) محمد اسحٰق صاحب قادیان (۷) غلام مرتضیٰ خان صاحب لاہور

المشتہر نعمت خان صدر کمیشن۔

خدمات سلسلہ کیلئے ایک ایم۔ اے کی ضرورت

صدر انجمن احمدیہ کو ایک ایم۔ اے یا بی۔ اے کی خدمات کی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے ضرورت ہے۔ جسے تاریخ اور علم اقتصاد میں اچھی واقفیت اور وسیع مطالعہ ہو۔ اردو۔ انگریزی میں تحریر۔ تقریر کا خاص ملکہ حاصل ہو۔ خدمت دین کے لئے غیرت و شوق رکھنے والے احمدی احباب اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اور مزید تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مجھ سے خط و کتابت کریں۔ تمام درخواستیں ۸ اپریل تک میرے پاس پہنچ جانی چاہئیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۰۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

تبلیغ دین کیلئے ہر احمدی میدان میں آئے

خلافت ثانیہ کے سترہ سالہ مبارک عہد میں خدا تعالےٰ نے جماعت احمدیہ پر اپنے جو برکات نازل کئے۔ اور اس کے استحکام کے جو سامان پیدا کئے۔ ان پر نظر کرتے ہوئے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ اس مبارک دور میں جماعت احمدیہ کو خاص شان وشوکت اور بے مثال کامیابی اور کامرانی بخشنے والا ہے۔ اور ان وعدوں کے ایفا کا وقت قریب آ رہا ہے۔ جو خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ کی جماعت کی کامیابی کے متعلق دیئے۔ اور جن کا پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سلسلہ خلافت کے ساتھ نہایت واضح الفاظ میں وابستہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالیٰ کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے۔ بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں۔ قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے۔ کہ تم پر میری جدائی کا دن آئے۔ تا بعد اس کے وہ دن آئے۔ جو دائمی وعدہ کا دن ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا وہ وعدہ جو آپ کی جماعت کو دوسروں پر غلبہ دینے کے متعلق ہے۔ اس کے پورے ہونے کا وقت آپ کے بعد خلافت کا ہی زمانہ ہے۔ اور خدا تعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے۔ کہ ہمیں اس زمانہ کو دیکھنے کا شرف حاصل ہے۔ اور ہم مشاہدہ کر رہے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اپنے مقدس اور محترم خلیفہ کی راہنمائی میں بالکل غیر معمولی طور پر غلبہ اور شوکت حاصل کر رہی ہے۔ اور خدا تعالےٰ اس کی ترقی کے خود دروازے کھول رہا ہے۔ ان خوش کن اور حوصلہ افزا آثار کو دیکھتے ہوئے جہاں جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا یہ فرض ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا شکر کرے اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت وعافیت اور درازیٔ عمر کے لئے دعاؤں میں مصروف رہے۔ وہاں اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے۔ کہ خدمات سلسلہ میں پہلے سے بھی زیادہ انہماک اور سرگرمی دکھائے۔ خواہ وہ خدمات مالی ہوں یا جانی۔ تاکہ اپنے اعمال سے خدا تعالیٰ کی شکر گزاری کا ثبوت دیتے ہوئے لئن شکرتم لازیدنکم کا جلوہ دیکھ سکے۔ اور جماعت کی کامیابی کی رفتار بہت زیادہ تیز ہو جائے ؛

وہ احباب جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی حال کی تقریریں اور خطبات الفضل میں پڑھے ہیں۔ انہیں معلوم ہو گیا ہوگا۔ کہ حضور خاص عزم اور انتظام کے ماتحت تبلیغ احمدیت کی طرف توجہ فرما رہے ہیں۔ اور اس کے لئے جماعت کو پوری طرح بیدار کر رہے ہیں۔ اسی سلسلہ میں مرکزی جماعت کے متعلق تو حضور نے یہ اعلان فرما دیا ہے۔ کہ تمام عاقل بالغ مردوں کو تبلیغ کے لئے جبری طور پر بھرتی کر لیا جائے۔ اور ہر ایک کے لئے ایک مقررہ وقت تجویز کر دیا جائے۔ جس میں وہ اپنے تمام کام چھوڑ کر کلیتہً تبلیغ میں مصروف ہو سکے۔ اس ارشاد کے ماتحت فہرستیں تیار ہو چکی ہیں۔ جن میں تمام کے تمام مردوں اور بالغ لڑکوں کے نام لکھ لئے گئے ہیں ان میں سے سوائے ان کے جو اپنے عذرات پیش کر کے اپنے نام خارج کرا سکیں گے۔ باقی سب کے سب اس بات کے پابند ہوں گے۔ کہ سلسلہ کے انتظام کے ماتحت ایک مقررہ وقت تک تبلیغ کا کام کریں؛ مرکزی اصحاب کی یہ خوش قسمتی ہے۔ کہ ان میں سے سوائے ان کے جو معذور ہونگے۔ باقی سب کو اس مقدس فرض کی ادائگی کی سعادت حاصل ہوگی۔ جو ان کی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ لیکن بیرونی جماعتوں کو بھی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ایک نظام کے ماتحت ہر ایک احمدی سے تبلیغ کا کام کرائیں۔ اور کچھ نہ کچھ وقت تبلیغ کے لئے ہر احمدی سے وقف کرائیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بیرونی اصحاب کی مرضی پر یہ بات رکھی ہے۔ کہ ان میں سے جو چاہیں تبلیغ کے لئے رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پیش کریں۔ اور پھر ان سے باقاعدہ کام لیا جائے۔ لیکن کوشش یہی ہونی چاہیئے۔ کہ کوئی احمدی سوائے اس کے جو جائز اور حقیقی طور پر معذور ہو سلسلہ تبلیغ میں اپنا نام لکھانے اور اپنا کچھ نہ کچھ وقت اس کام کے لئے دینے سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا منشا یہ ہے کہ جتنے حصہ ملک میں ہو سکے۔ ایک ہی وقت میں تبلیغ شروع کر کے ایک ہلچل پیدا کر دی جائے۔ اور ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک احمدیت ہی احمدیت کا چرچا سنائی دے۔ ظاہر ہے۔ کہ اس کے لئے جتنے زیادہ رضا کار ہونگے۔ اتنا ہی جلد اور عمدگی سے کام ہوگا۔ اور اتنا ہی زیادہ موثر اور نتیجہ خیز کام ہوگا۔ پس ہر ایک احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اس مبارک کام کے لئے اپنے آپ کو پیش کر کے نہ صرف اپنے مقدس امام کی خوشنودیٔ مزاج حاصل کرے۔ بلکہ خدا تعالےٰ کے فضلوں کا بھی مورد بنے ؛

اب خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے وہ زمانہ آ چکا ہے جبکہ تبلیغ احمدیت کے رستہ سے کئی بڑی بڑی روکیں دور ہو چکی ہیں سنجیدہ اور سعید الفطرت لوگوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر پیدا ہو چکی ہے۔ واقفکار اور سمجھدار لوگ جماعت احمدیہ کی خدمات کا اعتراف کر رہے ہیں۔ انہیں خوب اچھی طرح علم ہو چکا ہے کہ اسلام کی اگر حفاظت ہو سکتی ہے۔ اور مسلمان اگر زندہ رہ سکتے ہیں۔ تو صرف اسی طریق پر عمل کر کے جس پر جماعت احمدیہ چل رہی ہے۔ لیکن بعض حجاب ان کے رستہ میں حائل ہیں۔ جن کا دور کرنا جماعت احمدیہ کا فرض ہے۔ یہ فرض احسن طور پر اسی طرح سر انجام دیا جا سکتا ہے۔ کہ ہر احمدی اس میں حصہ لے۔ انفرادی طور پر ہر وقت ہی تبلیغ کرنا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اب ضرورت ہے۔ کہ کسی سکیم کے ماتحت مجموعی طور پر یہ کام ہو۔ اور تمام کے تمام احمدی خواہ وہ کسی طبقہ کے ہوں۔ اس میں شریک ہوں۔ کسی احمدی کو اس وجہ سے ہچکچانا نہیں چاہیئے۔ کہ اسے علوم مروجہ میں کافی دسترس نہیں۔ یا تقریر کرنے کی اسے کافی مشق نہیں۔ خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کرنے کی وجہ سے ہر احمدی میں اتنی قابلیت اور اتنا اثر پیدا کر دیا ہے۔ کہ وہ اپنے طبقہ کے لوگوں کو ان روحانی حقائق ومعارف سے بخوبی آگاہ کر سکے۔ جو کبھی ان کے وہم وگمان میں بھی نہیں آئے۔ اور جن سے وہ روحانی زندگی حاصل کر سکتے ہیں پس ہر احمدی کو تبلیغ کے لئے کھڑا ہو جانا چاہیئے۔ اور اس عہد کو اپنے پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جو جماعت احمدیہ میں داخل ہوتے وقت کیا جاتا ہے اور جو یہ ہے۔ کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا"

اس وقت ملک میں سیاسی حقوق حاصل کرنے کی جو تحریک جاری رہی ہے اسے جس چیز نے اس قدر طاقت ور اور موثر بنا دیا ہے۔ کہ ایک نہایت زبردست اور دنیوی ساز وسامان سے آراستہ حکومت بھی اہل ہند سے سمجھوتہ کی خواہاں ہو رہی ہے۔ وہ یہی ہے۔ کہ اس میں مردوں۔ عورتوں حتےٰ کہ بچوں کی بھی بہت بڑی تعداد شریک ہو گئی۔ اور ہندوستان کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک تہلکہ مچ گیا۔ اس وجہ حکومت کے لئے ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے تصفیہ کرنا ضروری ہو گیا۔ اگر اتنی بڑی تعداد میں لوگ ملک کی خاطر مصائب اور تکالیف برداشت کرنے کے لئے تیار نہ ہو جاتے۔ اور اپنے آپ کو خطرات میں ڈال کر میدان مقابلہ میں نہ نکل آتے۔ تو ناممکن تھا۔ کہ یہ تحریک کوئی اثر پیدا کر سکتی۔ اور اسے قابل اعتنا سمجھا جاتا۔ پس حقیقت یہی ہے۔ کہ جب تک اپنی بات میں پورا زور اور قوت نہ پیدا کی جائے۔ اور جب تک کسی امر کے لئے

متحدہ اور متفقہ کوشش نہ کی جائے۔ اس وقت تک وُہ پورا اثر نہیں پیدا کرسکتی۔ اور جس طرح دُنیوی معاملات کے لئے یہ ضروری ہے اسی طرح دینی امُور میں بھی ضروری ہے ؞

ہماری جماعت جو دین کو دُنیا پر مقدم کرنے کا دعوےٰ رکھتی ہے۔ اس کا نہ صرف یہ فرض ہے۔ کہ دوسرے لوگ دنیا کی خاطر متحدہ طور پر جس قدر جد وجہد کر رہے ہیں۔ وُہ دین کے لئے انہی کی طرح سرگرمی دکھائے۔ بلکہ ان سے بہت بڑھ کر خدمت دین کے لئے قدم اٹھائے۔ کیونکہ دنیا کی بنسبت دینی امور کیطرف لوگوں کو متوجہ کرنا بہت زیادہ مشکل اور بہت کٹھن کام ہے۔ خدا تعالےٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ کہ ہم اس کے دین کی خدمت عمدگی اور خوبی کے ساتھ بجا لاسکیں ؞

ہندوستان میں درآمد گندم پر محصُول

پچھلے دنوں محکمہ اطلاعات پنجاب کی ایک اطلاع نے یہ حقیقت منکشف کرکے ہر شخص کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔ کہ پنجاب کی کسی منڈی سے کلکتہ تک گندم لے جانے میں فی من اس قدر خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ جو آسٹریلیا سے کلکتہ تک لانے کی نسبت چار گنا زیادہ ہے مثلاً لائل پور سے کلکتہ تک گندم لانے کے لئے فی من ایک روپیہ پانچ آنے خرچ اٹھتا ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں آسٹریلیا سے جو گندم منگائی جائے۔ اس پر پانچ آنے یا چھ آنے فی من خرچ آتا ہے ؞

اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے۔ کہ ہندوستان باوجود کافی مقدار میں گندم پیدا کرنے کے نہ صرف دیگر ممالک میں اپنی گندم پہونچا کر اسے فروخت کرنے کے ناقابل ہے۔ بلکہ اپنے ایک شہر سے دوسرے شہر تک لے جانا بھی اس کے لئے سخت نقصان رسان ہے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں دوسرے ممالک ہزاروں میل دور سے گندم لاکر ہندوستان میں منافعہ پر فروخت کرسکتے ہیں ؞

اس سے ہندوستان کی اقتصادی حالت پر جس قدر بُرا اثر پڑ رہا ہے۔ اور اہلِ ہند کی مالی مشکلات میں جو اضافہ ہو رہا ہے وہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ اور ضرورت ہے۔ کہ گورنمنٹ ہند اس کے ازالہ کی کوشش کرے جس کی یہی صورت ہوسکتی ہے۔ کہ ایک طرف تو ہندوستان کی گندم کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچانے میں آسانیاں اور سہولتیں پیدا کی جائیں۔ باربرداری کے اخراجات کم کئے جائیں۔ اور دوسری طرف غیر ملک کی گندم پر اس قدر محصول عائد کر دیا جائے۔ کہ وُہ ہندوستان میں آکر ہندوستانی گندم کے مقابلہ میں ارزاں فروخت نہ ہوسکے ؞

سنا گیا ہے۔ گورنمنٹ کی طرف سے عنقریب اس مطلب کی ایک تجویز اسمبلی میں پیش کی جائے گی۔ کہ ہندوستان میں گندم کی درآمد پر محصول لگایا جائے اہلِ ہند اور خود حکومت کے مفاد کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ یہ تجویز جلد سے جلد پیش ہوکر پاس ہو۔ اور اس پر عمل شروع کیا جائے۔ خدا کے فضل سے اس سال بھی ہندوستان میں گندم کی فصل بہت اچھی ہے اگر گندم کے نکلنے پر غیر ملکی گندم کی درآمد شروع ہوگئی۔ تو ملک کی اقتصادی حالت بے حد نازک ہو جائے گی ؞

سارداایکٹ کی تنسیخ کا مُطالبہ

سارداایکٹ کے نافذ ہو جانے کے بعد حکومت ہند نے اس کے متعلق اس وقت تک جو رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حکومت پر واضح ہوچکا ہے کہ ہندوؤں اور خاص کر مسلمانوں میں اس کے خلاف سخت ناراضگی پائی جاتی ہے۔ اور انہیں خطرہ لاحق ہوگیا ہے کہ اس طرح ان کے خالص مذہبی اور دینی احکام میں بھی دست اندازی کا رستہ کھل جاتا ہے۔ جب حکومت اس حقیقت سے آگاہ ہوچکی ہے۔ تو ضروری ہے۔ بہت جلد مسلمانوں کو اس ایکٹ سے مستثنےٰ کرنے کا اعلان کر دیا جائے۔ معلوم ہُوا ہے۔ کہ مسٹر اسے۔ ایچ غزنوی اسمبلی میں ایک مسودہ قانون پیش کرنے والے ہیں۔ جس کا مقصد سارداایکٹ کو منسُوخ کرانا ہے۔ اگر حکومت اس وقت تک مسلمانوں کے متعلق کوئی فیصلہ کر چکی ہوتی۔ تو اس قسم کے مسودہ کی ضرورت پیش نہ آتی۔ اب جبکہ ملک کے حالات اعتدال پر لانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ قانون شکنی کی تحریک بند ہوچکی ہے۔ اور پُر امن فضا پیدا ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سارداایکٹ کے حلقہ عمل سے مسلمانوں کو مستثنےٰ کر دیا جائے ؞

اچھوتوں سے ہندوؤں کا افسوسناک سلوک

کامل آزادی کا مطالبہ کرنے والوں اور ہندوستان کی حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے خواہشمندوں کے لئے یہ نہایت ہی شرم کی بات ہے۔ کہ ہندوستان میں ایسے لوگوں کی بہت بڑی تعداد پائی جاتی ہے جنہیں معمولی انسانی حقوق بھی حاصل نہیں۔ اور وُہ حقوق انہی لوگوں نے غصب کر رکھے ہیں۔ جو اپنے لئے کامل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ٹائمز آف انڈیا کا نامہ نگار ناسک سے لکھتا ہے۔ کالی کے مندر میں داخل ہونے کے سوال پر ہندوؤں اور نام نہاد اچھوتوں میں دوبارہ کشمکش اور خانہ جنگی شروع ہوگئی ہے۔ گزشتہ سال بھی اسی معاملہ پر جھگڑا شروع ہُوا تھا۔ لیکن ڈاکٹر مونجے وغیرہ ہندو لیڈروں نے مداخلت کرکے وعدہ کیا تھا کہ وُہ اچھوتوں کو ان کا حق دلا دیں گے۔ لیکن سات ماہ تک ان کی طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ اب تنگ آکر انہوں نے ڈاکٹر امبیدکار کی زیر قیادت جو گول میز کانفرنس میں اچھُوتوں کے نمائندہ کی حیثیت سے شامل ہوئے تھے۔ ایک جنگی کونسل منعقد کی جس کے بعد پانچ ہزار اچھوت مرد عورتوں نے ایک جلوس مرتب کیا۔ جو متنازعہ مندر کی طرف روانہ ہُوا۔ ہندوؤں نے جلوس کو روکنا چاہا۔ جس پر تصادم ہوگیا۔ اور فریقین کے متعدد آدمی سنگباری سے زخمی ہُوئے۔ آخر پولیس نے اچھوتوں کے گرد اگرد حلقہ باندھ لیا۔ اور انہیں اس علاقہ سے نکال کر مندر کے دروازے پر مسلح پولیس کا پہرہ لگا دیا گیا ؞

اچھوتوں کے مقابلہ میں ہندُوؤں کا رویہ تو قطعاً تعجب خیز نہیں۔ لیکن پولیس کے متعلق کیا کہا جائے۔ جس نے کمزور اور پسماندہ لوگوں کی مدد کرنے کی بجائے انہیں مندر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ اور پھر مندر کے دروازہ پر مسلح پہرہ قائم کر دیا ؞

پنجاب کونسل میں بندش شراب کا ریزولیوشن

کچھ عرصہ ہُوا جب پنجاب کونسل میں شراب کی بندش کا ریزولیوشن پیش ہُوا۔ تو کثرت آراء سے نامنظور ہوگیا۔ اس کے نامنظور ہونے میں سب سے افسوسناک بات یہ تھی۔ کہ بعض مسلمان ممبروں نے بھی اس کے خلاف رائے دی تھی۔ اب خواجہ محمد یوسف صاحب ممبر کونسل نے ذیل کا ریزولیوشن کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے ؞

یہ کونسل گورنر باجلاس سے سفارش کرتی ہے۔ کہ پنجاب میں شراب کی مکمل بندش کی پالیسی اختیار کی جائے۔ اور اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کی فوری کارروائی کی جائے۔

چونکہ شراب فروشی گورنمنٹ کی آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس لئے سرکاری ممبر ایسی لازمی طور پر اس ریزولیوشن کی مخالفت کریں گے۔ لیکن اگر غیر سرکاری ممبر ہمت اور کوشش سے کام لیں۔ تو اس کا پاس ہوجانا قطعاً مشکل نہیں۔ ہم مسلمان ممبران کونسل کو خاص طور پر توجہ دلاتے ہیں۔ کہ شراب کی بندش کے لئے وہ جو کچھ کرسکتے ہوں۔ اس سے دریغ نہ کریں۔ اور اپنے صوبہ کو اس ام الخبائث سے بچانے کی کوشش کریں ؞

مولانا شوکت علی پر ڈورے

ہندو مسلم سمجھوتہ کے سلسلہ میں گاندھی جی کو سب سے زیادہ ضرورت مولانا شوکت علی کی محسوس ہو رہی ہے۔ اور وُہ انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اپنے سابقہ رفیق کار سے امداد حاصل کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایک تقریر میں مولانا کی بُہت کچھ تعریف و توصیف کرنے کے بعد کہا:۔

"میری دلی خواہش ہے۔ کہ مولانا ہندوستان کی فلاح و بہبُود کے لئے میرے دوش بدوش کھڑے ہوکر کام کریں۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ وُہ مجھے انہیں شرائط پر اپنا تعاون دیں۔ جیسا کہ پہلے دیا کرتے تھے" (پرتاپ ۱۸- مارچ)

مولانا شوکت علی کو پہلے تعاون میں جو تجربات ہوچکے ہیں۔ اور جن کا اظہار وُہ کئی بار کر چکے ہیں۔ انہیں اسوقت ضرور پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ جبکہ ان پر ڈورے ڈالے جا رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات سے بال بھر بھی پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ ورنہ کانگرس سے علیحدہ ہوکر مسلمانوں میں انہوں نے جو اعتماد حاصل کیا ہے۔ وُہ ضائع ہو جائیگا ؞

امیر غیر مبایعین کی جماعت احمدیہ سے تازہ اپیل

ہم نے بارہا کوشش کی ہے۔ کہ غیر مبایعین کو ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ کیونکہ ہمارے سامنے جو بلند و بالا مقصد ہے۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ جو نور دنیا میں نازل ہؤا۔ اسے اکناف عالم میں پھیلانا۔ وہ اجازت نہیں دیتا۔ کہ فضول جھگڑوں میں اپنا وقت عزیز ضائع کریں۔ اور جبکہ ان لوگوں کی انتہائی فتنہ پردازیوں اور شر انگیزیوں کے باوجود اللہ تعالےٰ اپنی خاص تائیدات کے ذریعہ ہماری مدد کر رہا ہے۔ تو ہمیں کیا ضرورت ہے۔ کہ انہیں اپنا مد مقابل سمجھیں۔ لیکن چونکہ ان کے آرگن پیغام صلح کی سرشت میں یہ بات داخل ہے۔ کہ جب ہم انہیں مخاطب کرنا چھوڑ دیں۔ تو فتنہ انگیزی کی عادت سے مجبور ہو کر جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس و محترم امام پر ناپاک حملے شروع کر دیتا ہے۔ اور ہماری خاموشی پر یہ کہنے لگ جاتا ہے کہ "ہماری کلک و زبان نے تیغ و دودم کا کام دیا ہے"۔

اس وقت پیغام کی پے بہ پے بہتان طرازیوں اور الزام تراشیوں میں نہ تو صرف "حضرت امیر" کو کمینگی کا کوئی پہلو نظر آتا ہے اور نہ ان کی ٹولی کے کسی اور شخص کو کوئی قابل مذمت حرکت دکھائی دیتی ہے۔ وہ سارے کے سارے خوش ہو ہو کر پیغام صلح پڑھتے۔ اور اس کی بد زبانیوں اور افتراء پردازیوں کی داد دینا شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جب۔ کلوخ انداز را پاداش سنگ است کے دانشمندانہ مقولہ پر عمل پیرا ہو کر ہم جھوٹے کو اس کے گھر تک پہنچاتے۔ اور ان کی اصل حقیقت کا انکشاف کرتے ہیں۔ تو جھٹ ان کی رگ تہذیب پھڑکنا شروع ہو جاتی ہے۔ شرافت اور نجابت کا بھولا ہؤا سبق یاد آ جاتا ہے۔

پیغام کی الزام تراشیاں

اخبار بین حضرات اس امر سے بخوبی آگاہ ہیں۔ کہ "پیغام صلح" قریباً گذشتہ ڈیڑھ سال سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور حضور کے خدام پر طرح طرح کے دلآزار حملے کرتا چلا آ رہا ہے۔ حکومت کے لئے کارہائے خاص کرنے والے خفیہ ڈائریاں بھیجنے والے۔ محکمہ سی۔ آئی۔ ڈی میں خدمات انجام دینے والے صلیب کے پرستاروں کی محبت میں مرنے والے انہیں اپنا رازق و مالک سمجھنے والے۔ نہایت مشتبہ کارروائیاں کرنے والے ذاتی اغراض کے لئے گورنمنٹ کی انتہائی وفاداری کے دعوے کرنے والے اور ہر وقت سر بکف رہنے کا اظہار دینے والے بتاتا رہا ہے۔ حتی کہ تمام شرافت و نجابت۔ تہذیب، اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ کر اس ہستی کے متعلق جسے جماعت احمدیہ اپنی متاع ایمان کا محافظ ہونے کی وجہ سے دنیا کی ہر ایک شے سے عزیز سمجھتی ہے۔ پیغام نے یہاں تک لکھا۔

"دونو (ملا طاہر سیف الدین اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی) نے اب کے شملہ کا سفر کیا۔ وائسرائے سے ملاقاتیں کیں۔ اور اپنے اپنے ذاتی اغراض کے لئے گورنمنٹ کی انتہائی وفاداری کے دعوے کئے اور ہر وقت سر بکف رہنے کا اظہار دیا۔ دونو نے اپنے اپنے ایجنٹوں کی معرفت حکام اور بڑے بڑے لوگوں سے ملاقات کے اوقات مقرر کئے۔ دونو کا لنگر شملہ میں ہر نو وارد کے لئے جاری تھا"۔

پھر لکھا۔

"چند ماہ سے قادیانی جماعت اور اس کے امام محترم سیاسیات میں خاص دلچسپی لے رہے ہیں۔ اور ان کی طرف سے تحفظ حقوق مسلمین کے پُر فریب نام سے نہایت مشتبہ کارروائیاں کی جا رہی ہیں۔ اس سلسلہ میں بعض نہایت عجیب و غریب باتیں معلوم ہوئیں۔ اور جستجو پر بہت سے خوفناک اور رنجدہ انکشافات بھی ہوئے"۔

اگر جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے کسی شخص نے اپنی تجارت کے متعلق کوئی اشتہار۔ پوسٹر یا سرکلر شائع کیا۔ تو اس سے بھی پیغام کو جماعت احمدیہ اور اس کے امام کا کارہائے خاص سرانجام دینے کا ثبوت مل گیا۔ اور اگر کسی فرد نے اپنی خاندانی خدمات کی بناء پر حکومت سے حسن سلوک کا مطالبہ کیا۔ تو پیغام صلح نے بغیر اس بات کا علم حاصل کرنے کے کہ اس کا ہماری جماعت سے کوئی تعلق بھی ہے یا نہیں۔ اور یہ کہ حکومت سے اپنی خدمات کا معاوضہ طلب کرنا اخلاقاً۔ عرفاً۔ مذہباً یا قانوناً کوئی معیوب فعل ہے یا نہیں۔ اسے جماعت احمدیہ کی جاسوسی کی ناقابل تردید دلیل قرار دیکر شائع کر دیا۔

ہم نے اس کے جواب میں وہی پہلو اختیار کیا۔ جو ہر شریف انسان اختیار کر سکتا ہے۔ یعنی انہیں بے بنیاد الزام بتایا۔ لیکن پیغام صلح باز نہ آیا۔ بلکہ اور زیادہ تیز ہوتا گیا۔ پھر ہم نے نہایت غیرت دلانے والے الفاظ میں اسے چیلنج دیا۔ کہ وہ اپنے دعوےٰ کے دلائل پیش کرے۔ اور پھر ایک سے زیادہ بار اس چیلنج کو دہرایا۔ مگر پیغام صلح نہ تو کوئی ثبوت پیش کر سکا۔ اور نہ ہی اس بے ہودگی سے باز آیا۔ اس وجہ سے ہمیں دوسرا پہلو اختیار کرنا پڑا۔ اور ہم نے ان انعامات اور نوازشات کا ذکر کرتے ہوئے جو حکومت کے لئے کارخاص سرانجام دینے والوں پر ہوتی ہیں۔ ثابت کیا۔ کہ کار خاص کا الزام ہم پر نہیں۔ بلکہ خود ان پر عائد ہوتا ہے۔

مولوی محمد علی صاحب بولے

مگر حیرت ہے۔ کہ وہ مولوی محمد علی صاحب جو پیغام صلح کی ڈیڑھ دو سالہ بہتان طرازیوں اور دروغگوئیوں پر ٹس سے مس نہ ہوئے اور پیغام میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ اور آپکی جماعت پر نہایت غیر شریفانہ اور دلآزار اتہامات شائع ہوتے دیکھ کر جن کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ ہماری نہایت معقول۔ مدلل۔ اور بالکل صاف و سیدھی باتوں پر نعل در آتش ہو گئے۔

امیر غیر مبایعین کا شکوہ

چنانچہ انہوں نے پیغام ۱۳ مارچ میں جماعت قادیان کے نام دوسری اپیل کی ابتداء اپنی مظلومی اور ستم رسیدگی کے اظہار سے کرنی ضروری سمجھی ہے۔ مولوی صاحب نے اس اپیل میں سب سے پہلے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق یہ شکوہ کیا ہے۔ کہ پچھلے دنوں حضور نے پیغامیوں کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے متعلق جو خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس میں "اپنے والد کے پرانے خدام کو۔ اسلام کو دنیا میں پھیلانے والوں کو اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والوں کو"۔ اور ان کو "جو مسیح موعودؑ کی صحبت میں بیٹھے اور کچھ نہ کچھ فیض حاصل کیا"۔ سخت الفاظ میں مخاطب کیا ہے۔

مولوی صاحب یقیناً اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ صرف وہ اور ان کا ساتھ دینے والے چند ایک لوگ ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں نہیں بیٹھے اور انہوں نے ہی حضور سے کچھ نہ کچھ فیض حاصل نہیں کیا۔ بلکہ ہماری جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسے لوگوں کی کثیر تعداد ہے۔ جنہوں نے حضور سے کچھ نہ کچھ نہیں۔ بلکہ بہت زیادہ فیض حاصل کیا۔ اور بہت زیادہ عرصہ تک آپ کی صحبت میں رہے۔ اور پھر جن کی ایمانی حالت کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کبھی کسی شک و شبہ کا اظہار نہیں کیا۔ اور اگر وہ ایسے لوگوں کے متعلق یہ اعلان کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ جس قدر بھی سختی کی جائے۔ بجا ہے۔ اور ان کے متعلق اپنے ساتھیوں کو یہ تلقین کر سکتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھ ایسی صلح نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے دوست ہوں۔ ان کے ساتھ دوستی کرنا اسلام کا نقصان ہے۔ تو ان کا کیا حق ہے۔ کہ ہم سے کسی نرمی کی توقع کریں۔ مولوی صاحب کو یہ تو شکایت پیدا ہوئی ہے۔ کہ یہ خطبہ ان کے خلاف تنفر پیدا کرنے کے لئے پڑھا گیا ہے۔ مگر کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ پیغام صلح میں انہوں نے آج تک ہمارے خلاف جو کچھ لکھا۔ اور جس کی نہایت خفیف سی جھلک اوپر دکھائی گئی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ دوستانہ تعلقات کی استواری اور روابط بڑھانے کیلئے لکھا گیا۔ مولوی صاحب کو ہمارے متعلق شکوہ کرنے کی بجائے پہلے اپنے اور اپنے ساتھیوں کے طرز عمل کو دیکھنا چاہیئے:

مولوی محمد علی صاحب کی برہمی کی وجہ

دراصل مولوی محمد علی صاحب کی اس قدر خفگی اور برہمی کی اصل وجہ انہی کے الفاظ میں یہ ہے۔ کہ الفضل نے "میری بیوی پر جاسوسی کا اتہام باندھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ ایک پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام کوئی کم ناپاک الزام نہیں۔۔۔ ۔۔۔ اور پھر نہ تو میاں صاحب کو میرے لئے اتنی غیرت پیدا ہوئی۔ کہ اس کمینہ تحریر پر دو حرف ہی اسے کہتے نہ جماعت میں سے کوئی شخص بولا"

اوّل تو یہ سراسر غلط ہے۔ کہ الفضل نے مولوی صاحب کی بیوی پر جاسوسی کا کوئی الزام لگایا۔ نیم سرکاری اخبار سول ملٹری نے New Year Honours کے سلسلہ میں اہلیہ محمد علی صاحب کا جب نام شائع کیا۔ تو پیغام صلح سے صرف اس قدر دریافت کیا گیا۔ کہ بیگم صاحبہ کی یہ عزت افزائی کن خاص خدمات کی بناء پر ہوئی ہے۔ اگر اصل حقیقت کا اظہار کر دیا جاتا۔ تو یقیناً اس پر کچھ لکھنے کی ضرورت نہ رہتی۔ لیکن ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ اگر جاسوسی کا الزام ناپاک ہے۔ تو کسی مرد پر لگانے سے یہ پاک نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی عورت پر یہ الزام لگانا ناپاک فعل ہے۔ تو یقیناً مرد پر لگانا بھی ناپاک فعل ہی ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ پیغام صلح قریباً ڈیڑھ سال تک جب یہی الزام جماعت احمدیہ اور اس کے مقدس امام پر لگاتا رہا۔ تو نہ صرف مولوی صاحب کو اتنی غیرت پیدا نہ ہوئی۔ کہ اس قسم کی کمینہ تحریروں پر دو حرف ہی پیغام کو کہتے بلکہ ان کے ساتھیوں میں سے بھی کوئی شخص نہ بولا۔

غیر مبایعین کی شرمناک حرکات

پھر مولوی صاحب یقیناً اس امر سے انکار نہیں کر سکتے کہ اگر پردہ نشین خاتون پر جاسوسی کا الزام لگانا ناپاک فعل ہے۔ جو کمینگی کی حد میں آتا ہے۔ تو پردہ نشین خواتین کی عصمت و عفت پر حرف دھرنا یقیناً بدترین قسم کی کمینگی ہے۔ مگر کیا یہ حقیقت نہیں۔ کہ وہ لوگ جن کے امیر ہونے کا مولوی صاحب کو دعویٰ ہے۔ ان پست فطرت اور بدباطن لوگوں کی جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کی مقدس و مطہر خواتین پر طرح طرح کے ناپاک اور کمینہ بہتان باندھے۔ اور ناپاک حملے کئے۔ نہ صرف بالواسطہ بلکہ براہ راست امداد کرتے رہے ہیں۔ حتیٰ کہ خود مولوی صاحب ان کو صلاح و مشورے دیتے رہے۔ اپنی رفاقت کا فخر بخشتے رہے۔ اور اپنے ساتھ سیر میں لے جا کر رازداری کی باتیں کرتے رہے ہیں۔ کیا یہ ننگ انسانیت لوگ اس مہمان خانہ میں جو "حضرت امیر ایدہ اللہ" کے زیر سایہ ہے۔ نہیں ٹھہرتے رہے۔ کیا مولوی صاحب اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا نہایت ہی فحش اور گندگی سے پُر لٹریچر ان کے ادارہ کی معرفت تقسیم نہیں ہوتا رہا۔ "پیغام صلح" میں ان کی تائید میں مضامین شائع نہیں ہوئے بلکہ ان کے مضامین ایڈیٹوریل کی جگہ نہیں لے چکے۔ پھر یہ بات بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ نہایت ہی اشتعال انگیز اور دلآزار پرچہ جسے خاص نمبر کہا گیا ہے۔ اس کی اشاعت کا پیغامیوں نے اپنے نظام کی معرفت خاص اہتمام سے کی۔ اور مباہلہ کا حساب کتاب باقاعدہ طور پر ان کے ساتھ رہا ہے۔ پھر کیا مولوی صاحب کو وہ "دو عجیب و غریب سوال" بھول گئے ہیں۔ جو اخبار پیغام صلح نے ۱۵ر فروری ۱۹۲۸ء کو شائع کئے تھے۔ جب ان سب باتوں کے باوجود مولوی صاحب کو پیغام صلح میں کسی کمینگی کا شائبہ تک نظر نہ آیا۔ اور ان کے دل میں "میاں صاحب" کے لئے "اتنی غیرت پیدا نہ ہوئی"۔ کہ وہ "ان کمینہ تحریرات پر دو حرف ہی" کہہ دیتے۔ تو وہ کس منہ سے آج الفضل کے متعلق شکوہ کر رہے ہیں۔ اور "میاں صاحب" سے اپنے لئے غیرت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیا غیرت اور شرافت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے۔ کہ اپنی بیوی کی تو صرف سند کے ذکر پر شور مچا دیا جائے۔ مگر دوسروں کے ساتھ خواہ کسی قسم کی ناانصافی ہو رہی ہو۔ کتنی بدتہذیبی کا اظہار کیا جا رہا ہو۔ اور کیسی ہی کمینگی اور رذالت کا ثبوت دیا جا رہا ہو۔ کانوں میں تیل ڈال لیا جائے

اگر مولوی صاحب پیغام صلح کی ان بے شمار کمینگیوں اور بے حیائیوں کو دیکھ کر خاموش رہ سکتے۔ بلکہ خوش ہو سکتے ہیں۔ اگر وہ مباہلہ والے مستریوں کو نہ صرف اپنے ساتھیوں کے ذریعہ بلکہ بذات خود ہر قسم کی مدد دے سکتے ہیں۔ اگر ان کا ناپاک لٹریچر شائع اور تقسیم کرنے میں اپنے رفقاء کے علاوہ خود بھی حصہ لے سکتے ہیں۔ تو انہیں سب سے پہلے تہذیب و شرافت کا سبق خود سیکھنا۔ اور اپنے ساتھیوں کو سکھانا چاہیئے۔ لیکن اگر وہ اپنے آپ کو اپنے متعلقین کو اتنی ادنیٰ سی تہذیب اور تمیز بھی نہیں سکھا سکتے کہ عورتوں پر ناپاک الزامات کی اشاعت میں کسی قسم کی مدد اور اعانت نہ کریں۔ تو انہیں الفضل کی اس معمولی سی تحریر پر اس طرح ناصحانہ انداز اختیار کرتے ہوئے۔ شرم آنی چاہیئے۔

پیغام کے ایک نوٹ کی حقیقت

مولوی صاحب نے اپنے اس مضمون میں بہت بڑا احسان جتاتے ہوئے۔ ایک نوٹ کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ جو پیغام صلح میں مستریوں کے متعلق شائع ہوا۔ اوّل تو مباہلہ والوں کی حمایت میں مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں کے طرز عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس معمولی سے نوٹ کو چنداں اہمیت ہی نہیں دی جا سکتی۔ لیکن جن حالات میں یہ تحریر کیا گیا۔ انہیں مدنظر رکھتے ہوئے۔ اس کی قطعاً کوئی قدر و قیمت باقی نہیں رہتی۔

غالباً ۱۵ر یا ۱۶ر اپریل ۱۹۳۰ء کا ذکر ہے۔ کہ الفضل کے عملہ ادارت سے متعلق ایک شخص اپنے ایک پیغامی ہم وطن سے ملنے کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے دفتر میں گیا۔ جہاں چودھری غلام حیدر صاحب مدیر پیغام سے اس کا تعارف کرایا گیا۔ لیکن ابھی یہ تعارفی الفاظ ختم بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے جو انجمن کے محکمہ تحصیل کے کارکن تھے۔ سوال کیا مولوی عبد الکریم صاحب کا کیا حال ہے۔ یہ پوچھنے والے کو انہوں نے یہ کہتے ہوئے جھڑک دیا کہ مجھے عبد الکریم سے کیا تعلق ہے۔ کہ میں اس کے حال کی خبر رکھوں۔ اس پر ایک دفتری نے جو وہاں کھڑا تھا۔ غالباً مہمان کی دلجوئی کے خیال سے سائل کو کہا۔ مستری کم بخت مر گئے۔ دفع ہو گئے۔ انہیں ان کے متعلق کیا پتہ ہے۔ مستریوں کی شان میں اس ادنیٰ سی گستاخی کی بناء پر اس غریب دفتری کو اس شخص نے ایسی بُری طرح پیٹا۔ کہ خدا کی پناہ پھر کسی نے اسے چھڑانے کی کوشش بھی نہ کی۔ اس شرمناک واقعہ کے متعلق الفضل میں کام کرنے والے شخص نے اپنے واقف سے کہا۔ میں اس واقعہ کو الفضل میں لکھوں گا۔ اور بتاؤں گا کہ دنیا کے ارذل ترین اور ناپاک مستریوں کا احمدیہ بلڈنگس میں کس قدر احترام ہے۔ اگر اس واقعہ کی اشاعت نہ کرنے پر اصرار ہوتا رہا ہے آخر کار وہ ابھی لاہور سے واپس نہ ہوئے تھے۔ کہ پیغام ۱۹ر اپریل میں یہ نوٹ شائع ہو گیا جس کی بناء پر مولوی صاحب آج احسان جتا رہے ہیں۔ حالانکہ یہ محض اس لئے لکھا گیا تھا۔ کہ اگر مار پیٹ کا واقعہ شائع ہوا۔ تو اس کے قدرتی نتیجہ پر اس نوٹ کے ذریعہ پردہ ڈالا جا سکے۔

مولوی محمد علی صاحب کا مستریوں کے کئی سالہ فتنہ کے دوران میں نہ صرف اپنی بریت بلکہ احسان جتلانے کے لئے پیغام کا صرف ایک نوٹ پیش کرنا۔ اور نوٹ بھی وہ جس کی اوپر حقیقت ظاہر کر دی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے متعلق ان کے اور ان کے ساتھیوں کے طریق عمل کو بخوبی ظاہر کر رہا ہے پس جو لوگ انسانیت اور شرافت سے اس درجہ عاری ہو جائیں۔ اور جو شیشے کے مکان میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر پھینکنا اپنا شغل بنا لیں انہیں اپنے افعال بد کا خمیازہ بھگتنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے

السنہ مشرقیہ کا یونیورسٹی کا امتحان

ضلع گورداسپور کی تحصیل شکرگڑھ۔ پٹھان کوٹ۔ گورداسپور بٹالہ کے ایسے احباب جنہوں نے امسال مولوی عالم۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل۔ پنڈت۔ گیانی وغیرہ کا امتحان دینا ہو۔ مہربانی کر کے ہمیں اطلاع بخشیں تاکہ اس سال قادیان میں امتحان کا سنٹر بنوانے کی کوشش کی جائے۔ امتحان دینے والے اصحاب کا بلا تمیز ہندو مسلم سکھ۔ مفت رہائش کا انتظام ہمارے ذمہ ہوگا۔ اور بھی ضروری سہولتیں بہم پہنچانے میں ہر طرح مدد کی جائے گی۔

پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

تاریخ اسلام

حصۂ عرب کے مختصر جغرافیائی حالات

چونکہ تاریخ اسلام کا سب سے زیادہ تعلق اس خطہ پاک سے ہے۔ جس کا نام عرب ہے۔ اور جہاں خداتعالےٰ نے دنیا کی ہدایت اور راہنمائی کے لئے اس اکمل اور افضل ہستی کو مبعوث فرمایا جو سید ولد آدم اور خاتم النبیین ہے۔ اور جس کی لائی ہوئی شریعت قیامت تک انسانوں کو اپنے خالق و مالک کا محبوب و مقرب بنانے کے لئے کافی ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ اسلام کے متعلق سلسلہ مضامین شروع کرتے ہوئے سب سے پہلے ملک عرب کا مختصر حال پیش کر دیا جائے۔

یہ خطہ ایشیا کے مغرب میں واقع ہے۔ اس کے شمال کی طرف ایشیائی رُوم ہے۔ جنوب کی سمت بحیرۂ عرب۔ مشرق کی جانب خلیج فارس۔ اور مغرب کی طرف بحر قلزم ہے۔ گویا عرب ایک جزیرہ نما ہے۔ علاقہ شام بھی اسی کا ایک حصہ ہے۔ ان دونوں میں جغرافیائی لحاظ سے یہ فرق ہے۔ کہ شام ایک سرسبز اور شاداب ملک ہے۔ لیکن عرب ریگستان اور بیابان ہے غالباً اسی فرق کی وجہ سے انہیں علیحدہ علیحدہ ملک قرار دیا گیا۔

وہ علاقہ جسے عرب کہا جاتا ہے۔ اس کا طول پندرہ سو میل اور عرض بارہ سو میل کے قریب ہے۔ اس کے بھی دو حصے ہیں۔ ایک یمن اور دوسرا حجاز۔ نہ صرف عرب کا بلکہ تمام دنیا کا مکرم و معظم شہر مکہ دوسرے حصہ میں واقع ہے۔ جہاں ۵۷۰ء میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ مکہ کی زمین پتھریلی ہے۔ اور اس کے ارد گرد بے آب و گیاہ خشک پہاڑیاں واقع ہیں۔ زمین چونکہ ناقابل زراعت ہے۔ اس لئے کھیتی باڑی بالکل نہیں ہوتی۔ طائف نام کا ایک قصبہ مکہ سے ستر میل کے فاصلے پر آباد ہے۔ جہاں کی زمین سرسبز اور قابل زراعت ہے۔ مکہ کی ضروریات کے لئے غلہ وغیرہ اسی جگہ سے آتا ہے۔ صفا اور مروہ دو خاص پہاڑیاں جن کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح آتا ہے۔ اِنّ الصفاء والمروۃ من شعائر اللہ۔ کہ صفا اور مروہ شعائر اللہ میں سے ہیں۔ اور جن کا طواف کرنا ارکان حج میں داخل ہے۔ مکہ ہی کے پاس واقع ہیں۔ مکہ میں صرف ایک کنواں ہے۔ جس کا نام زمزم ہے۔ یہ وہی چشمہ رحمت ہے۔ جو خداتعالےٰ نے اس وقت جاری کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام خداتعالےٰ کے حکم کے ماتحت حضرت ہاجرہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جبکہ ان کی عمر بہت چھوٹی تھی۔ اس بے آب و گیاہ مکان پر چھوڑ کر چلے گئے۔ اور جب وہ تھوڑا سا پانی جو ان کے پاس تھا۔ ختم ہو گیا۔ تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے پیاس کے مارے تڑپنا شروع کیا۔ اور حضرت ہاجرہ ادھر ادھر پانی کی تلاش میں دوڑنے لگیں۔ لیکن ایک قطرہ پانی کا بھی کسی جگہ سے حاصل نہ کر سکیں۔ تو خداتعالےٰ نے محض اپنی قدرت کاملہ سے اسی جگہ چشمہ جاری کر دیا۔ جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ اس طرح نہ صرف انہوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ بلکہ صدیوں سے بے شمار انسان اس متبرک چشمہ سے سیراب ہوتے چلے آ رہے ہیں۔ اور حج پر جانے والے لوگ اس کا متبرک پانی دور دور لے جاتے ہیں۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے زمانہ میں ایک چشمہ پھوٹا لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد دو نہریں جاری ہوئیں۔ جن میں سے ایک ترکی کے ایک سلطان کی والدہ نے اور دوسری خاندان عباسیہ نے بنوائی۔ اور اب مکہ میں پانی کافی طور پر میسر آ سکتا ہے۔

مکہ سے مدینہ منورہ ۱۲ منزل یعنی دو سو ستر میل کے فاصلہ پر ایک عمدہ شہر ہے۔ جہاں زراعت عمدگی کے ساتھ ہوتی ہے اسی مقدس شہر میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کفار کی ایذا رسانیوں اور شرارتوں سے تنگ آ کر خداتعالےٰ کے حکم کے ماتحت ہجرت کر کے تشریف لے گئے تھے۔ اور وصال تک اسی کو اپنی رہائش کا شرف بخشا۔ بحالیکہ مکہ جو آپ کی جائے پیدائش اور آبائی وطن تھا۔ مفتوح ہو کر کلیۃً آپ کے قبضہ اور تصرف میں آ چکا تھا وصال کے بعد آپ کے جسد مبارک کی امانت کا شرف بھی اسی مقام کو حاصل ہوا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت راشدہ کے عہد میں حضرت ابوبکر۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی مدینہ کو ہی اپنا مرکز قرار دیا اور اسی جگہ انتقال فرما کر مدفون ہوئے

عرب کی وجہ تسمیہ کی نسبت مورخوں کا خیال ہے۔ کہ یہ یعرب بن قحطان کے نام پر نامزد ہوا۔ قحطان۔ یمن اور اس کے جنوبی حصہ ملحقہ سمندر کے حکمران عامر بادشاہ کا بیٹا تھا۔ یہ خاندان تقریباً تین ہزار برس تک مختلف حیثیتوں سے اس ملک پر حکمران رہا۔ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارک سے ستر برس قبل تک یمن میں خاندان بنی یعرب کی حکومت کا پتہ چلتا ہے

عرب کے باشندے سکونت کے لحاظ سے تین مدارج میں شمار ہوتے تھے۔ عرب قدیم۔ اصل عرب۔ متعرب عرب قدیم کا تو اب کوئی نام نشان موجود نہیں۔ غالباً یہ وہی لوگ تھے۔ جو اپنی نافرمانیوں اور سرکشیوں کے باعث ان انبیاء کے زمانوں میں تباہ برباد ہو گئے۔ جو اس خطہ میں مبعوث ہوتے رہے ہیں مورخین نے عرب قدیم میں جن اقوام کو شمار کیا ہے۔ ان کے نام یہ ہیں عاد۔ ثمود۔ تسم۔ جادس۔ بنی جرہم۔ عمالقہ۔ ان اقوام کے مختصر حالات یہ ہیں:۔

عاد قوم عرب کے جنوبی حصہ میں احقاف کے علاقہ پر حکمران تھی۔ یہ لوگ بت پرست تھے۔ صدی۔ ہرو۔ ہبا ان کے بڑے بڑے بتوں کے نام تھے۔ خداتعالےٰ نے اس قوم کو شرک کی ظلمت اور تاریکی کے گڑھے سے نکال کر خدائے واحد کے آستانہ پر پہنچانے کے لئے حضرت ھود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے یہ تعلیم پیش کی۔ یا قوم اعبدوا اللہ مالکم من الٰہٍ غیرہ۔ اے قوم تم ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ مگر انہوں نے یہ جواب دیا۔ یاھود ماجئتنا ببینۃٍ وما نحن بتارکی اٰلھتنا عن قولک وما نحن لک بمؤمنین۔ اے ھود تو ہمارے لئے کوئی نشان تو لایا نہیں۔ ہم تیرے کہنے سے اپنے معبودوں کو نہیں چھوڑ سکتے۔ اور نہ تم پر ایمان لاتے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی شرارتوں میں بڑھتے گئے۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تباہ و برباد کر دئے گئے

ثمود قوم مدینہ اور شام کے درمیانی حصہ میں۔ جسے عرب حجر کہتے تھے۔ بود و باش رکھتی تھی۔ اور یہ بھی بت پرست تھی۔ ان کی ہدایت کے لئے خداتعالےٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ انہوں نے بھی ان سے وہی کہا جو حضرت ھود علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اور ایک اونٹنی کو بطور نشان چھوڑا۔ مگر اس بدبخت قوم نے اونٹنی کو ہلاک کر دیا۔ اور خدا کے غضب کی مورد بن گئی۔

تسم اور جادس قوموں کا سوائے اس کے کچھ پتہ نہیں ملتا کہ یہ بھی بڑی بڑی قومیں تھیں۔ جو باہمی جدال و قتال میں مرکھپ گئیں۔

بنی جرہم یہ لوگ قوم عاد کے معاصر تھے۔ جو تمرد اور سرکشی کے باعث تباہ ہو گئے۔

عمالقہ۔ یہ لوگ حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے

یہ عرب قدیم کا حال ہے۔ جو اب بالکل معدوم ہیں۔ اصل عرب وہ لوگ ہیں۔ جو عرب قدیم کے بعد اس سرزمین میں آباد ہوئے۔ انہی میں سے بنی یعرب کو خیال کیا جاتا ہے۔ انہیں کے نام سے اس ملک کا نام عرب منسوب کیا جاتا ہے۔ متعرب وہ لوگ ہیں۔ جو اصل عرب کے بعد آ کر آباد ہوئے۔

اس تقسیم اور ترتیب سے ظاہر ہے۔ کہ عربوں میں اپنے خاندان کی تاریخی حیثیت محفوظ رکھنے کا کس قدر خیال تھا۔ عرب باپ سے نسب نامہ مرتب کرتے تھے۔ اور ماؤں کی قومیت کا کچھ لحاظ نہیں کرتے تھے۔ اس وجہ سے شادی دوسرے قبائل میں بھی ہو جاتی تھی۔ اور اس سے نسب پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا۔

یہ ہیں ولادت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کے عرب کے مختصر جغرافیائی حالات۔ جن کا جاننا ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے۔ جو تاریخ اسلام سے دلچسپی رکھتا ہے۔

مسئلہ تناسخ پر اعتراضات

آریہ مذہب کا ایک مایہ ناز مسئلہ جس پر تمام آرین اقوام بلا استثنا اعلیٰ اعتقاد رکھتی ہیں۔ وہ تناسخ ہے۔ درحقیقت وہ لوگ جو تناسخ کے قائل ہیں۔ ان کے اس عقیدہ کی بنیاد اس امر پر ہے۔ کہ ہمیں دنیا میں بہت کچھ اختلاف نظر آتا ہے۔ کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ کوئی صحیح و سالم پیدا ہوتا ہے۔ کوئی لنگڑا لولا۔ کوئی عقلمند ہوتا ہے۔ کوئی بے وقوف۔ کوئی چست ہوتا ہے۔ کوئی سست۔ اسی طرح کوئی طاقتور ہے۔ کوئی کمزور۔ یہ تفاوت جو انسانی جسموں عقلوں اور دوسرے متعلقات میں واقع ہے۔ اس کے متعلق کہتے ہیں۔ یہ بلا سبب نہیں ہو سکتا۔ پھر ابتدا میں ہی یہ اختلاف نظر نہیں آتا۔ بلکہ انسانوں کی درمیانی زندگی میں بھی اسی قسم کے اختلافات نظر آتے ہیں۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ بعض لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے جدوجہد کرتے۔ اور سعی پیہم سے کام لیتے ہیں۔ مگر باوجود اس کے ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔ اور بعض معمولی سی کوشش کرتے۔ اور کامیاب ہو جاتے ہیں۔

یہ اختلافات جو دنیا میں نظر آتے ہیں۔ ان کی وجہ کیا ہے؟ اسی کی وجہ یہی ہو سکتی ہے۔ کہ پہلی جون میں جیسے کوئی کرم کرتا ہے انسانی جون میں ویسا ہی اس سے سلوک کیا جاتا ہے یعنی یہ انسان موجودہ زندگی سے پہلے ایک اور دور حیات گزار چکا ہے۔ اس میں جس قسم کے افعال اس نے کئے۔ ان کے مطابق وہ جزا سزا پا رہا ہے۔ یہ تناسخ ہے۔ جو آریہ مذہب کا بنیادی مسئلہ ہے

اس پر سب سے پہلا اعتراض یہ واقع ہوتا ہے۔ کہ اس عقیدہ کی ساری بنیاد وہم اور شک پر ہے۔ نہ کہ یقین اور وثوق پر حالانکہ مسائل مذہبی وہ چیز ہیں۔ جن کی بنیاد ہرگز اوہام باطلہ پر نہیں ہونی چاہیئے۔ بلکہ پورے یقین اور کامل علم کی روشنی ان کے متعلق حاصل ہونی چاہیئے۔ مگر تناسخ کا ایسا مسئلہ ہے جس کی بنیاد شکوک و شبہات پر رکھی گئی ہے۔ اور جس طرح کہتے ہیں

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا میرود دیوار کج

اسی طرح جب ابتدا میں غلطی کی گئی۔ تو انتہا کیونکر درست ہوتی۔ اس عقیدہ کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی شخص اندھیری رات میں کہیں جا رہا ہو۔ کہ اچانک ایک دوسرا شخص اسے گلی میں دیکھے۔ اور کہے۔ چونکہ یہ رات کو گلی میں سے گزر رہا ہے۔ اور اس وقت اس کے گزرنے کی کوئی خاص وجہ ہونی چاہیئے۔ جو یہی ہو سکتی ہے۔ کہ چوری کرنے جا رہا ہے۔ حالانکہ اس کا یہ خیال مشکوک اور غیر یقینی ہوگا۔ ممکن ہے۔ وہ چور ہو۔ اور چوری کے لئے جاوے ہو۔ اور ممکن ہے کسی نیک کام کے لئے جا رہا ہو۔ مثلاً بالکل ممکن ہے۔ اس وقت اس کے اہل و عیال میں سے کوئی سخت بیمار ہو۔ اور وہ ڈاکٹر کے بلانے کے لئے جا رہا ہو۔ یا ریل کا وقت ہو۔ اور وہ سفر کے لئے گلی میں سے گزر رہا ہو۔ بعینہٖ اسی طرح تناسخ کا مسئلہ ہے۔ کہا جاتا ہے۔ دیکھو دنیا میں اختلاف ہے۔ پھر کہا جاتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ اور اس کے بعد آپ ہی یہ وجہ گھڑلی جاتی ہے۔ کہ یہ پچھلی جونوں کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ اس اختلاف کی کوئی وجہ ہونی چاہیئے۔ مگر یہ کس طرح معلوم ہوا۔ کہ اس کی یہی وجہ ہے۔ جو تناسخ کے قائلین پیش کرتے ہیں۔ آخر اس کی کوئی دلیل ہونی چاہیئے۔ مگر دلیل کوئی نہیں دی جاتی۔ صرف شک وہم اور خیال ہی پیش کیا جاتا ہے۔ پس جب اس عقیدہ کی بنیاد ہی شک پر ہے۔ نہ یقین اور علم کامل پر۔ تو لازماً یہ مسئلہ بھی قابلِ اعتنا نہ رہا

پھر تناسخ کا عقیدہ ہندوؤں کے دوسرے عقائد کے خلاف واقع ہوا ہے۔ مثلاً منو دھرم میں لکھا ہے۔ "سم رات (یعنی وہ رات جو دو پر تقسیم ہو جائے۔ جیسے چوتھی اور چھٹی رات) اس میں بھوگ (یعنی مجامعت) کرنے سے لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ اور بکھم رات (یعنی وہ رات جو دو پر تقسیم نہ ہو سکے۔ جیسے تیسری اور پانچویں رات) اس میں بھوگ کرنے سے لڑکی پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے لڑکا پیدا ہونے کی خواہش رکھنے والا سم رات میں بھوگ کرے۔"

(منو دھرم شاستر ادھیائے ۳ شلوک ۴۸)

منو کا بنایا ہوا شاستر آریہ سماج کے نزدیک بھی نہایت مستند چیز ہے۔ ہم پوچھنا چاہتے ہیں۔ کہ اس ہدایت کی موجودگی میں تناسخ کا عقیدہ کہاں ٹھہر سکتا ہے۔ کیونکہ تناسخ کے ماننے والوں کے نزدیک لڑکا یا لڑکی کا ہونا بھی گزشتہ اعمال کے نتیجہ میں ہی ہوتا ہے۔ نہ کسی اور وجہ سے۔ مگر منو کا یہ شلوک بتلا رہا ہے۔ کہ مرد اگر سم رات میں بھوگ کرے۔ تو لڑکا۔ اور بکھم رات میں بھوگ کرے۔ تو لڑکی پیدا ہوگی۔ جب لڑکا یا لڑکی پیدا کرنا ماں باپ کے اپنے ارادہ اور اختیار پر موقوف ہے۔ تو یہ کہنا باطل ہو گیا۔ کہ لڑکا یا لڑکی گزشتہ اعمال کے نتیجہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اب اگر یہ شلوک صحیح ہے۔ تو تناسخ باطل ہے۔ اور اگر تناسخ صحیح ہے۔ تو یہ شلوک باطل ہے۔ ان میں سے کوئی بھی باطل کہو۔ اس میں آریہ سماج کی موت ہے۔ اسے یا تو منو کو چھوڑنا پڑے گا۔ اور یا تناسخ سے توبہ کرنی ہوگی۔

ایک نہایت زبردست اعتراض تناسخ پر یہ واقع ہوتا ہے کہ قائلین تناسخ کہتے ہیں۔ جس قدر تکالیف انسانوں کو پہنچتی ہیں۔ یہ اس کے پچھلے اعمال کی سزا ہوتی ہیں۔ اس اصل کے ماتحت وہ تمام انسان جنہیں دنیا میں مشکلات اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ایسے قرار دینے پڑیں گے۔ جنہوں نے پہلی زندگی میں برے اعمال کئے۔ حالانکہ ان میں ایسے ایسے پاکباز اور خدا تعالیٰ کے محبوب پائے جاتے ہیں۔ جو نہ صرف خود خدا تعالیٰ کے مقرب تھے۔ بلکہ انہوں نے دوسروں کو بھی مقرب بنا دیا جو نہ صرف خود متقی اور پرہیزگار تھے۔ بلکہ انہوں نے دوسروں کو بھی پرہیزگار بنا دیا۔ اور وہ ہادیان مذاہب ہیں۔ قائلین تناسخ اگر اپنی تنگ نظری اور کوتہ بینی سے دیگر مذاہب کے پیشواؤں کو وہ درجہ دینے کے لئے تیار نہ ہوں۔ جو خدا تعالیٰ نے انہیں دیا۔ تو رام چندر جی اور کرشن جی کی بزرگی اور تقدس کا انکار نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کی زندگیاں بھی بڑی بڑی تکالیف اور مشکلات سے پُر نظر آتی ہیں۔ کیا ان کے متعلق بھی تناسخ کے ماننے والے کہہ سکتے ہیں کہ انہیں پچھلے جنم کی سزا دی جا رہی تھی۔ اور انہوں نے پچھلے جنم میں قابلِ سزا افعال کئے تھے؟

پس یہ مسئلہ ہر پہلو سے باطل عقلاً اور نقلاً ناقابلِ اعتبار ہے۔ البتہ یہ سوال کہ تفاوتِ مراتب کی وجہ کیا ہے۔ چونکہ یہ سوال تفصیل طلب ہے۔ اس لئے اسے کسی آئندہ اشاعت کے لئے چھوڑا جاتا ہے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت

جن احباب کرام نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے ماتحت ماہ فروری ۱۹۳۱ء میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ اور علاوہ حصہ متروکہ جائداد دینے کے وعدہ کے اپنی ماہوار آمد کا بھی کم سے کم ۱/۱۰ حصہ آمد کا چندہ وصیت دینے لگ گئے ہیں۔ اور اس طرح اپنے اموال کا بہت سا حصہ فی سبیل اللہ خرچ کر کے اپنے گھر جنت میں بنا رہے ہیں۔ ان کے اسماء گرامی بغرض تحریک دعا شائع کئے جاتے ہیں

(۱) سید حسین علی شاہ صاحب ساکن ٹبہ بوٹے شاہ ضلع گوجرات ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار

(۲) قاضی محمد احسن صاحب ٹیچر مدرسہ گکھڑیاں ضلع سیالکوٹ ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار

(۳) چودھری مبارک احمد صاحب سیکرٹری میونسپل کمیٹی کوٹ ہاکہ ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار

(۴) ہدایت صادق زوجہ مفتی محمد صادق صاحب قادیان ماہوار آمد کا ۱/۳ حصہ ماہوار۔

(۵) چودھری محمد شریف صاحب ساکن بھاگو بھٹی سیالکوٹ ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار

(۶) چودھری اعظم علی صاحب سب جج راولپنڈی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار

سیکرٹری مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کی اہم قرار دادیں

آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس جو ۱۵ مارچ ۱۹۳۱ء بمقام دہلی منعقد ہوا۔ اس کی روئداد مولوی محمد یعقوب صاحب ایم۔ ایل۔ اے آنریری سکرٹری کی طرف سے برائے اشاعت موصول ہوئی ہے جس کا ضروری ملخص درج ذیل ہے۔ کونسل میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور ہوئیں۔

(۱) اگر مسلمانوں کو مرکزی مجالس وضع قوانین میں ۳۳ فیصدی نیابت دیدی جائے۔

(۲) اگر جن صوبوں میں ان کی اقلیت ہے۔ وہاں پر انہیں وہی زائد از استحقاق حقوق حاصل ہوں۔ جو آجکل حاصل نہیں۔ اور اس کے مقابلہ میں ہندوؤں اور سکھوں کو ویسے ہی زائد از استحقاق حقوق عطا کئے جائیں۔ اور

(۳) اگر پنجاب اور بنگال میں ان کی قلیل اکثریت کو کسی صورت میں بھی نقصان نہ پہنچایا جائے۔ تو یہ کونسل اس تجویز کے ساتھ اتفاق کرنے پر تیار ہے۔ کہ حکومت ہند مرکزی اور صوبجاتی دونوں مجالس قانون سازہ کے سامنے ذمہ دار ہوں۔ البتہ انتقال اختیارات کے درمیانی عرصہ میں بعض وفود کے مطالبات کی حمایت دی جائے۔ اور بعض خاص حالات کا پاس رکھا جائے۔ اور اقلیتوں کو ان کے حقوق اور آزادی کے تحفظ کا اطمینان دلایا جائے۔

(۲) قاعدہ نمبر ۱ میں جو شرائط مندرج ہیں۔ ان کے تابع یہ کونسل کمیٹیوں کی مندرجہ ذیل سفارشات منظور کرتی ہے۔

(الف) صوبوں کو کامل حکومت خود اختیاری دی جائے۔ مرکزی حکومت کو تحفظات کے ماتحت ذمہ واری دیدی جائے۔

(ب) ہندوستان کا آئندہ دستور اساسی فیڈرل اصول (نظام ترکیبی) کی بنیاد پر مرتب کیا جائے۔

(ج) تمام ملازموں کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے ایسے طریق پر عمل میں آئے۔ جس سے معیار قابلیت کا پاس رکھتے ہوئے مختلف اقوام کو مناسب اور جائز حصہ مل جائے۔

(۳) آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل گول میز کانفرنس کے اس فیصلہ پر اظہار اطمینان کرتی ہے۔ کہ جدید دستور اساسی میں جداگانہ طریق انتخاب کو اس کے نقائص اور اسقام کے باوجود قائم رکھا جائیگا۔ کونسل اس وقت تک اس بارے میں اپنی رائے قائم نہیں کر سکتی۔ کہ مرکز اور صوبجات کے لئے کس قسم کا دستور اساسی موزون ہوگا۔ جب تک مسلمانوں کو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ مرکزی اور صوبجاتی مجالس مقننہ میں ان کی کیا پوزیشن ہوگی۔ مسلمان مندوبین نے اپنا جو نقطۂ نگاہ گول میز کانفرنس میں ظاہر کیا تھا۔ وہ اس شرط کے ماتحت تھا۔ کہ مجالس مقننہ میں مسلمانوں کی پوزیشن اطمینان بخش ہوگی۔

(۴) کونسل اس امر پر افسوس ظاہر کرتی ہے۔ کہ صوبۂ سرحد کے لئے گول میز کانفرنس میں جو دستور اساسی تجویز کیا گیا ہے۔ اگرچہ موجودہ صورت حالات سے بہتر ہے۔ لیکن اس سے صوبہ کی آئینی اور انتظامی مشینری کو دیگر صوبجات کے مساوی ذمہ واری اور اختیارات نہیں دیئے گئے ہیں۔ کونسل کا خیال ہے۔ کہ یہ نقص دور کیا جائے۔ اور صوبۂ سرحد کو ایک گورنر کے ماتحت دیگر صوبوں کے ساتھ مساویانہ پیمانہ پر آئینی اور انتظامی اصلاحات اور اختیارات دیئے جائیں۔

(۵) کونسل کی رائے ہے۔ کہ سندھ کو احاطہ بمبئی سے علیحدہ کر کے ایک جداگانہ صوبہ بنا دیا جائے۔ جس کا مالی انتظام اور نظم و نسق اس طریق پر عمل میں لایا جائے۔ کہ صوبہ اپنے مصارف کا خود متحمل ہو جائے۔ اور اسے نشو و ارتقاء کے کافی ذرائع حاصل ہوں۔

(۶) یہ کونسل گول میز کانفرنس کے مسلم مندوبین کی خدمات کا اعتراف کرتی ہے۔ کہ انہوں نے ہز ہائینس سر آغا خان کے زیر قیادت صاف صاف کہدیا۔ کہ جب تک ہندو مسلم سوال کا تصفیہ نہ ہو جائے۔ اس وقت تک وہ دستور اساسی کی کسی آخری ترتیب کا فیصلہ نہیں کر سکتے۔ نیز کوئی دستور اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس میں مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے لئے اطمینان اور تحفظ کا انتظام نہیں کیا جائیگا۔

ہرپھول خونی ڈاکو کی گرفتاری

قبل اس کے کہ یہ خبر تحریر کروں۔ کہ ہرپھول خونی ڈاکو گرفتار ہو گیا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ صاحب کو مبارکباد صدق دل سے دیتا ہوں۔ کہ جن کی سعی اور کوشش سے پنجاب گورنمنٹ نے ملازمان پولیس اور کارکنان خفیہ پولیس کو زیادہ سرگرمی سے کام کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ ڈاکو مذکور نے اس سے پیشتر ۲ خون کئے تھے۔ اور خصوصاً ٹوہانہ میں پندرہ خون اچانک کئے۔ جن میں سے صرف ۳۰ ہندو تھے۔ اور وہ بھی غلطی سے نشانہ بندوق ہو گئے تھے۔ اس کے بعد چودھری مٹھو رئیس گوہانہ کو اسی خونی نے دن دہاڑے قتل کر دیا۔ اور ساتھ ہی اس کے ہمراہی ہندو کو بھی مار دیا۔ اس پر اسے اس علاقہ کے ہندو بھی جو پہلے پناہ دیتے تھے۔ پناہ دینے سے دریغ کرنے لگے۔ اور وہ ریاست جے پور میں چلا گیا۔ جس پر کئی نقلی ہرپھول بن گئے۔ جیسا کہ دہلی اور اکلانہ کے ہرپھول کی خبر اخبارات میں شائع ہو چکی ہے۔ جو کہ ٹھیک نہ تھی۔ اسی وجہ سے ہمیں خبر شائع کرنے میں تذبذب رہا۔ اور اب نہایت خوشی اور بالکل درست خبر آپ کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ براہ مہربانی آپ اس خبر کو شائع فرما کر جملہ مسلمانو کو مطمئن کر دیں۔ کہ اصلی ہرپھول معہ ہمراہیاں گرفتار ہو چکا ہے۔ واقعہ یوں ہے۔ کہ ۳ مارچ موضع کچھیری میں معہ ہمراہیاں گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ سی۔ آئی۔ ڈی کے ایک انسپکٹر نے کوشش سے ڈاکو مذکور کا سراغ جے پور ریاست تک نکالا۔ اور وہاں جا کر پتہ لیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایک سادھو ابھی چند ماہ سے آیا ہوا ہے جس کی پوجا لوگ کرنے لگ گئے ہیں۔ اس پر خفیہ پولیس کے انسپکٹر صاحب بھیس بدل کر اور نذر عقیدت لے کر گئے۔ اور معلوم کر لیا۔ کہ یہی ہے وہ جس کی تلاش تھی۔ اس پر انہوں نے موضع کچھیری کے تھانہ سنگھانہ سے امداد طلب کی۔ جو حاصل نہ ہوئی۔ انسپکٹر صاحب نے پہلے تھانہ جیندا اور پھر مفصل تار رہتک دیا۔ جس پر کپتان پولیس بی۔ ٹی صاحب ضلع رہتک معہ بارہ کنسٹیبل اور ایک ہیڈ کنسٹیبل اور ایک سب انسپکٹر صاحب موقعہ پر پہنچے اور رات کو ہی ڈاکو کو سوتے ہوئے کو گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے وقت ایک بمب فوجی۔ ۴۰۰ کارتوس۔ ایک چھرا۔ ایک پستول۔ سترہ روپیہ نقد سنہری کڑے دو عدد اور ایک بندوق پکڑی گئی ؛

(عاجز عبد العزیز ٹوہانوی۔ از ٹوہانہ ضلع حصار)

تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بوائز

ایسوسی ایشن کا اجلاس

جملہ ممبران ایسوسی ایشن کی اطلاع کے لئے عرض ہے۔ کہ اس سال مجلس مشاورت کے موقع پر ۳ اپریل کی شام کو تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کا اجلاس عام ہوگا ذیل کے دو امور پر غور کیا جائیگا۔

(۱) تعلیم الاسلام ہائی سکول اولڈ بوائز ایسوسی ایشن کو زیادہ سے زیادہ مفید اور کامیاب بنانے کے لئے کونسے طریق اختیار کئے جائیں۔

(۲) تعلیم الاسلام ہائی سکول کی بہتری اور بہبودی کے لئے ایسوسی ایشن کس طریق پر حصہ لے۔

براہ کرم اولڈ بوائز تعلیم الاسلام ہائی سکول شریک ہو کر ممنون فرمائیں ؛

خاکسار۔ محمد ابراہیم بی۔ ایس۔ سی سکرٹری اولڈ بوائز ایسوسی ایشن قادیان

جلسہ سالانہ ۱۹۳۰ء پر بیعت کرنیوالوں کی فہرست

۵۳۸ ڈاکٹر مزمل حسین صاحب ضلع سیالکوٹ حال بغداد
۵۳۹ پی۔پی۔ابراہیم صاحب کٹی مالابار
۵۴۰ سی۔سی۔حمید صاحب "
۵۴۱ کے۔پی موسیٰ کٹی "
۵۴۲ محمد خان صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۴۳ تاج الدین صاحب " "
۵۴۴ الہ بخش صاحب " "
۵۴۵ الٰہی بخش صاحب " "
۵۴۶ اللہ دتا صاحب " "
۵۴۷ دیوان شاہ صاحب " "
۵۴۸ قاسم علی صاحب " "
۵۴۹ حسم علی صاحب " "
۵۵۰ بھاگن زوجہ قاسم علی صاحب " "
۵۵۱ عبد الحنیف ولد " " " "
۵۵۲ فضل بی بی والدہ قاسم علی صاحب " "
۵۵۳ حاتم بی بی زوجہ دیوان شاہ صاحب " "
۵۵۴ نور الدین صاحب " "
۵۵۵ ملک محمد حیات صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۵۵۶ محمد الدین صاحب ضلع گجرات پنجاب
۵۵۷ دولت بی بی صاحبہ زوجہ شیخ رحمت اللہ صاحب
۵۵۸ امرتسر
۵۵۹ بابو شریف عالم صاحب راولپنڈی
۵۶۰ ایم۔این سید محمد صاحب ضلع تیجور مدراس
۵۶۱ قطب الدین صاحب " جالندہر
۵۶۲ عبد اللہ صاحب چوبدار ریاست پٹیالہ
۵۶۳ عطا محمد صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۵۶۴ ہمشیرہ عطا محمد صاحب " "
۵۶۵ غلام مصطفیٰ صاحب " گورداسپور
۵۶۶ صدر الدین صاحب " منٹگمری
۵۶۷ عائشہ بیگم صاحبہ اہلیہ شیخ عبد الغنی صاحب چیف گڈس کلرک پشاور شہر
۵۶۸ ممتاز خانم صاحبہ بنت شیخ عبد الغنی صاحب چیف گڈس کلرک۔پشاور شہر
۵۶۹ قریشی اکبر علی صاحب ضلع سیالکوٹ

۵۷۰ میاں فتح دین صاحب حکیم ضلع جالندہر
۵۷۱ اہلیہ حکیم فتح دین صاحب " "
۵۷۲ نیاز محمد صاحب " "
۵۷۳ علی محمد صاحب " "
۵۷۴ سید فتح علی شاہ صاحب یوگنڈا افریقہ
۵۷۵ محمد عنایت اللہ صاحب ضلع گورداسپور
۵۷۶ غلام محمد صاحب " ہوشیارپور
۵۷۷ سید علی اصغر شاہ صاحب " ہزارہ
۵۷۸ میاں عبد الرحمن صاحب " "
۵۷۹ آمنہ خاتون بنت قدرت اللہ صاحب بیرہ بنگال
۵۸۰ مہتاب الدین احمد خان صاحب " "
۵۸۱ حسین بخش صاحب ضلع ہمیرپور۔یوپی
۵۸۲ شیخ غلام حسن خاں صاحب سابق ہیڈ کلرک حال وارد قادیان گورداسپور
۵۸۳ محمد بدر الحسن صاحب ضلع لائلپور
۵۸۴ صالحہ خاتون بنت چودہری احسان اللہ صاحب ضلع بیرہ بنگال
۵۸۵ سید النساء بنت اجمل الدین صاحب ضلع بیرہ بنگال
۵۸۶ نور بی بی صاحبہ } ضلع تھرپارکر سندھ
۵۸۷ زینب بی بی صاحبہ }
۵۸۸ امام بخش صاحب بزدار ضلع ڈیرہ غازیخاں
۵۸۹ رابعہ بصری صاحبہ ضلع لدھیانہ
۵۹۰ چوہدری عبد الصمد صاحب شہر سیالکوٹ
۵۹۱ زینب بی بی صاحبہ زوجہ رحمت اللہ گجرات پنجاب
۵۹۲ رحمت بی بی صاحبہ زوجہ شیخ محمد صالح صاحب ضلع سرگودہا
۵۹۳ بھاگن بی بی صاحبہ امرتسر
۵۹۴ سید غنی شاہ صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۹۵ غلام بیگم اہلیہ سردار خاں صاحب منٹگمری
۵۹۶ چوہدری گلاب صاحب ضلع سیالکوٹ
۵۹۷ چوہدری دیوان صاحب " "
۵۹۸ چوہدری حاکم صاحب " "
۵۹۹ چوہدری اللہ دتا صاحب " "
۶۰۰ بابو محمد عالم صاحب فیروزپور
۶۰۱ فتح بی بی صاحبہ " "

۶۰۲ فضل بی بی صاحبہ زوجہ نبی بخش صاحب ضلع لائلپور
۶۰۳ سراج الدین صاحب " "
۶۰۴ جان بی بی صاحبہ زوجہ سراج الدین صاحب ضلع لائلپور
۶۰۵ سردار بی بی صاحبہ " "
۶۰۶ بیگم بی بی صاحبہ زوجہ کھیڑا صاحب " "
۶۰۷ سکینہ صاحبہ بنت سراج دین صاحب " "
۶۰۸ سردار علی صاحب ولد کھیڑا صاحب " "
۶۰۹ محمد شفیع صاحب ولد کھیڑا صاحب " "
۶۱۰ منشی غلام رسول صاحب ٹھیکیدار کوئٹہ بلوچستان
۶۱۱ سکینہ بیگم صاحبہ ضلع شاہپور
۶۱۲ والدہ صاحب مولوی قادر بخش صاحب ضلع ڈیرہ غازیخاں
۶۱۳ محمد بی بی صاحبہ زوجہ محمد شفیع صاحب " لائلپور
۶۱۴ اللہ بخش صاحب " شیخوپورہ
۶۱۵ شیر بہادر صاحب " جہلم
۶۱۶ محمد دین صاحب لاہور
۶۱۷ محمد رشید خان صاحب " گورداسپور
۶۱۸ حاکم بی بی صاحبہ زوجہ کرم الٰہی صاحب " گوجرانوالہ
۶۱۹ اللہ رکھا صاحب ولد کرم الٰہی صاحب " "
۶۲۰ عمر بی بی والدہ محمد عبد السبحان صاحب " "
۶۲۱ محمد عبد الحفیظ صاحب لکھنؤ
۶۲۲ منشی بہاول بخش صاحب ضلع کیمل پور
۶۲۳ منشی گل محمد صاحب
۶۲۴ امام بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۲۵ غلام قادر صاحب لاہور
۶۲۶ میاں برکت علی صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۲۷ چوہدری شاہ محمد صاحب " منٹگمری
۶۲۸ مہر الدین صاحب " تھرپارکر سندھ
۶۲۹ منشی محمد صاحب " ہوشیارپور
۶۳۰ اللہ رکھی صاحبہ " گورداسپور
۶۳۱ کریمن بی بی صاحبہ ریاست پٹیالہ
۶۳۲ محمودہ خاتون صاحبہ ضلع گورداسپور
۶۳۳ سردار بیگم صاحبہ " "
۶۳۴ امیر بیگم صاحبہ " "
۶۳۵ العنت بی بی صاحبہ " "
۶۳۶ لابھ بی بی صاحبہ " گوجرانوالہ
۶۳۷ حافظہ صاحبہ " شیخوپورہ
۶۳۸ اللہ جوائی صاحبہ " "
۶۳۹ زینب بی بی صاحبہ " "
۶۴۰ حفیظہ بی بی صاحبہ ریاست پٹیالہ

۶۴۱ اصغری صاحبہ ریاست پٹیالہ
۶۴۲ زینب بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۶۴۳ سردار بی بی صاحبہ " ہوشیارپور
۶۴۴ صاحب جان صاحبہ " "
۶۴۵ چراغ بی بی صاحبہ " منٹگمری
۶۴۶ محمد بی بی صاحبہ " سیالکوٹ
۶۴۷ شریفہ بیگم صاحبہ " "
۶۴۸ جہان بی بی صاحبہ " "
۶۴۹ بخت بانو صاحبہ " کیمل پور
۶۵۰ رشیدہ بیگم صاحبہ " گوجرانوالہ
۶۵۱ قمر النساء بیگم صاحبہ " "
۶۵۲ امۃ العزیز صاحبہ " رسالپور
۶۵۳ مبارکہ بیگم صاحبہ " گورداسپور
۶۵۴ حمیدہ بیگم صاحبہ " گوجرانوالہ
۶۵۵ بنازہ بیگم صاحبہ " جالندہر
۶۵۶ حسین بی بی صاحبہ " ہوشیارپور
۶۵۷ رسول بی بی صاحبہ " سیالکوٹ
۶۵۸ مجیدہ بیگم صاحبہ " جالندہر
۶۵۹ فاطمہ بی بی صاحبہ " گوجرانوالہ
۶۶۰ فاطمہ بی بی صاحبہ " شاہپور
۶۶۱ سلطانہ بیگم صاحبہ دہلی
۶۶۲ حیات بی بی صاحبہ ضلع شاہپور
۶۶۳ لطیفن صاحبہ ریاست پٹیالہ
۶۶۴ امۃ الحفیظ صاحبہ ضلع شاہپور
۶۶۵ زینب بی بی صاحبہ ریاست پٹیالہ
۶۶۶ طالعہ بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۶۶۷ روڑی صاحبہ " "
۶۶۸ نواب بی بی صاحبہ " "
۶۶۹ سائرہ بنت خیر دین صاحب کپور تھلہ ریاست
۶۷۰ طالعہ بی بی صاحبہ بنت تیجے خاں صاحب ضلع سیالکوٹ
۶۷۱ حسین بی بی صاحبہ بنت غلام محمد صاحب "
۶۷۲ رسول بی بی صاحبہ " احمد دین صاحب " "
۶۷۳ شبیر احمد صاحب ولد گل محمد صاحب " شاہپور
۶۷۴ عائشہ بی بی صاحبہ بٹالہ
۶۷۵ چراغ بی بی صاحبہ " گورداسپور
۶۷۶ حسین بی بی صاحبہ بنت نواب خان صاحب وتاہ سیالکوٹ
۶۷۷ برکت بی بی صاحبہ " گورداسپور
۶۷۸ نکھاں بی بی صاحبہ " سیالکوٹ
۶۷۹ نصیبہ بیگم صاحبہ " گورداسپور
۶۸۰ جان بی بی " " دیالی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— لیجسلیٹو اسمبلی کے ایک ممبر نے مسودۂ قانون مالیات ہند میں ایک ترمیم پیش کرنے کا نوٹس دیا تھا جس کا مقصد یہ تھا کہ گندم اور روئی کی درآمد پر مزید ٹیکس لگایا جائے۔ گورنر جنرل نے یہ ترمیم پیش کرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔

—— ۱۷ مارچ کو چٹاگانگ سے ۲۰ میل کے فاصلے پر خفیہ پولیس کے ایک سب انسپکٹر پر کسی شخص نے فائر کئے۔ گولی پیٹ میں لگی۔ حالت نازک بتائی جاتی ہے۔ صلح کرنے کے بعد اس قسم کے افعال کا ارتکاب کرنیوالے اپنی اخلاقی پستی کا ثبوت بہم پہنچا رہے ہیں۔ اور ہندوستان کے وقار کو صدمہ پہنچا کر ملک سے دشمنی کر رہے ہیں۔

—— ریلوے بورڈ کی مرکزی مشاورتی کمیٹی کے لئے رائے بہادر لالہ رام سرن داس۔ دیوان بہادر نرائن سوامی چیٹی۔ میجر نواب سر محمد اکبر خان۔ سردار جگجیت سنگھ اور مسٹر سید عبد الحفیظ ممبر مقرر کئے گئے ہیں۔

—— لاہور ہائیکورٹ بار ایسوسی ایشن نے ایک قرارداد کے ذریعہ چیف جسٹس سے درخواست کی تھی۔ کہ وکلاء کے لئے عدالت میں حاضری کے وقت کوٹ پتلون اور وگ پہنکر آنے کی پابندی دور کر دی جائے۔ اور وہ مجاز ہوں۔ کہ دیسی لباس پہنکر عدالتوں میں پیش ہو سکیں۔ رجسٹرار نے ایسوسی ایشن کو مطلع کیا ہے۔ کہ لباس کے متعلق فاضل ججوں کو کوئی اعتراض نہیں۔ البتہ وگ کا پہننا ضروری ہے۔

—— مسٹر طارق امیر علی مسٹر جسٹس پنکرج کی جگہ کلکتہ ہائی کورٹ کے جج مقرر کئے گئے ہیں۔

—— ریاست ٹراونکور میں کثرت ازدواج کی ممانعت کا قانون مرتب ہونے والا ہے۔ یہ ریاست کی مسلمان آبادی کے مذہبی معاملہ میں صریح دست اندازی ہے۔

—— دہلی ۔ ۱۸ مارچ۔ مسٹر عبد الرسول خان ہندوستان میں افغان قونصل جنرل مقرر ہوئے ہیں۔

—— میمن سنگھ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ دریائے برہم پترا میں بعض اشخاص نے کشتیاں لوٹنے کی کوشش کی۔ دو سب انسپکٹروں اور ایک کانسٹیبل نے انہیں اس سے روکنا چاہا۔ مگر انہوں نے ان پر بھی حملہ کر کے سخت زخمی کر دیا۔ آٹھ گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ جن میں دو عورتیں بھی شامل ہیں۔

—— نئی دہلی ۔ ۱۷ مارچ۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کھجوری میدان سے راولپنڈی بریگیڈ واپس بلا لیا گیا ہے۔ اب وہاں صرف ایک بریگیڈ اور توپخانہ باقی ہے۔

—— بمبئی کے تجارتی حلقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی ہے کہ ہندوستان میں سوتی کپڑے کی درآمد پر جو ٹیکس لگایا گیا ہے اس سے بچنے کے لئے لنکا شائر کے بعض کارخانہ دار ملکر ہندوستان میں سوتی پارچہ بافی کا کارخانہ جاری کرنا چاہتے ہیں۔

—— ۱۶ مارچ کو بمبئی میں گاندھی جی کی تقریر سننے کے لئے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ مگر کارروائی شروع ہونے سے پیشتر "سرخ جھنڈا یونین" کے بہت سے ممبروں نے جلسہ گاہ میں گھس کر قومی جھنڈا اکھاڑ کر پھینک دیا۔ اور اس کی جگہ اپنا سرخ جھنڈا گاڑ دیا۔ یہ لوگ جلسہ میں برابر "گاندھی کا خاتمہ کر دو"۔ اور "کانگریس کا خاتمہ کر دو" کے نعرے لگاتے رہے۔ صدر جلسہ نے ان کے لیڈر کو تقریر کا موقعہ دیا جس نے گاندھی جی کی پالیسی کی سخت مذمت کی۔ اور کہا۔ انہوں نے مزدوروں سے غداری کی ہے۔ اور سازش میرٹھ کے اسیروں کو رہا نہیں کرایا۔ گاندھی جی کی تقریر میں بھی یہ لوگ شور مچاتے رہے۔

—— کلکتہ کی ایک خبر ہے۔ کہ بنگال کے سیاسی نظربندوں کی رہائی کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا ہے۔ چنانچہ سات نظربند چھوڑے جا چکے ہیں۔

—— آگرہ کے ہندوؤں نے کسی تقریب پر مسلمانوں کی پیہم گزارشات کے باوجود مساجد کے سامنے باجہ بجایا جس سے فرقہ وارانہ فساد ہو گیا۔ اور بیس اشخاص کو چوٹیں آئیں۔ ہجوم نے

—— دارالعوام میں ایک سوال کے جواب میں وزیر ہند نے بتایا کہ ۱۲ مارچ ۱۹۳۱ء تک چودہ ہزار سیاسی قیدی صلح کے نتیجہ میں رہا کئے جا چکے ہیں۔ غالباً اب بہت تھوڑے رہا ہونگے۔

—— ۱۵ مارچ کو ولی عہد برطانیہ پرنس جارج کی معیت میں بیونس آئرس کی نمائش دیکھنے جا رہے تھے۔ کہ ایک ٹریم کار میں بم پھٹ گیا۔ ایک اطالوی نے اسے جیب میں رکھا تھا۔ اور وہ جھٹکا لگنے سے پھٹ گیا۔ جس سے وہ خود اور دو مسافر ہلاک ہو گئے۔ پولیس کا خیال ہے۔ اس حادثہ کو شہزادہ کی آمد سے کوئی تعلق نہیں۔

—— ۱۶ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں گول میز کانفرنس کے متعلق مختلف پارٹیوں کے لیڈروں نے بہت سے سوال کئے۔ جس سے ہوم ممبر پریشان ہو گئے۔ اور آخر کار سوالات کا جواب دینے سے انکار کر دیا۔

—— ایک صاحب نے تحریک کی ہے۔ کہ سرکاری محکمہ جات میں تخفیف کرنے کے بجائے تمام سرکاری ملازمین ایک ایک یوم کی تنخواہ حکومت کو بطور امداد دیں۔ اس سے تخفیف کی بھی ضرورت نہ رہے گی۔ اور حکومت کا خسارہ بھی پورا ہو جائیگا۔ یہ تجویز حکومت کو بھیجدی گئی ہے۔

—— ریاست بڑودہ کے دو اضلاع میں مالی مشکلات کے باعث کسانوں نے مالیہ ادا نہ کرنے اور نقل سکونت کا فیصلہ کر لیا ہے۔ ریاست کی طرف سے ان کی شکایات کی تحقیقات کرائی جا رہی ہے۔

—— لنڈن کی خبر ہے۔ کہ ایک ڈاکٹر نے ٹرانسوال کی جھاڑیوں میں سے ایک زہر دریافت کیا ہے۔ جس کے ایک گرین کا ہزارواں حصہ کھا لینے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور یہ پہلے سے ۵ ہزار گنا زیادہ مہلک ہے۔

—— لکھنؤ کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ راجہ کالاکنکر کے ذمہ ۳۸ ہزار روپیہ بابت لگان واجب الادا تھا جس کی وصولی بذریعہ قرقی کی گئی ہے۔ راجہ صاحب کانگریسی خیالات کے ہیں۔ پنڈت موتی لال کی وفات آپ کے مکان پر ہی ہوئی تھی۔

—— گاندھی جی اور سردار پٹیل علاقہ سورت میں ادائگی لگان کی تلقین کر رہے ہیں۔ مگر ایک پارٹی اس کی مخالفت کرتی اور کسانوں کو منع کرتی بلکہ پکٹنگ بھی کر رہی ہے۔

—— ضلع مرزاپور کے ایک گاؤں سے شدید ہندو مسلم فساد کی اطلاع آئی ہے۔ جس میں کچھ مسلمان ہلاک ہو گئے ہیں۔ ستر گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ تفصیلات کا انتظار ہے۔ آگرہ میں فساد کی پہلے خبر دی جا چکی ہے۔ یہ اتحاد کی بنیاد قائم ہو رہی ہے۔

—— ۱۷ مارچ کو فیروزپور میں ایک سکھ نے اپنی بھاوج اور سہ سالہ بھتیجے کو کرپان سے ہلاک کر دیا۔ اور پھر خود اسی کرپان سے خودکشی کر لی۔ وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔

—— منشی ولایت علی پوسٹ مین کے قاتل کی اپیل ہائیکورٹ نے خارج کر دی۔ اور سزائے موت بحال رکھی۔ مگر گورنمنٹ سے سفارش کی ہے۔ کہ ملزم کی جوانی کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر وہ چاہے تو سزا کو عمر قید میں تبدیل کر دے۔

—— اجلاس کانگریس کراچی کے لئے ڈیلیگیٹ منتخب کرنے کی غرض دہلی کانگریس کمیٹی کا جلسہ ہوا۔ اور باہمی تکرار کے بعد مکہ بازی تک نوبت آ گئی۔ لاہور میں بھی اسی طرح دھینگا مشتی ہوئی۔

—— بمبئی کانگریس کے قریباً دو صد سابق مسلم والنٹروں نے ۱۷ مارچ کو آدھی رات کے وقت کانگریس ہاؤس پر دھاوا بولدیا اور اندر جانیکی کوشش کی۔ آخر ایک مسلم لیڈر کو جنہیں رضاکاروں میں بہت رسوخ حاصل ہے بلایا گیا۔ جو آکر دروازہ پر لیٹ گیا۔ اور ان کی شکایات کا مناسب ازالہ کرانیکا وعدہ کیا۔ جس پر وہ لوٹ گئے۔ معلوم ہوا ہے ان کی تنخواہیں ادا نہیں کی گئیں۔

—— معلوم ہوا ہے۔ تحصیلدار لاہور نے بھگت سنگھ کے والد کو اطلاع دی ہے۔ کہ اسکے بیٹے کی درخواست رحم وائسرائے نے نامنظور کر دی ہے اسلئے ۲۳ مارچ بروز سوموار اس سے آخری ملاقات کر لیں۔ جس کے معنی

(عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا)